تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا

قرآنی حقائق بیان کرنے والا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

دسمبر ۱۹۷۱ء

سالانہ اشتراک

پاکستان — سات روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۱ پونڈ
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۲ پونڈ

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

ترتیب

پاکستان پر بھارت کا ظالمانہ حملہ	ایڈیٹر	صفحہ ۱
غزوۃ الہند (احادیث نبویہ)		۳
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام		۴
کعبہ اور ہر دوار کی جنگ	مولانا دوست محمد صاحب شاہد	۵
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا بھارت کو انتباہ		۸
حضرت مسیح موعود علیہ السلام همالیه دیش میں	جناب شیخ عبدالقادر صاحب	۹
مرتد کی سزا	جناب مولانا کوثر نیازی	۱۶
فیضان مسیح مہدی (نظم)	مکرم مولوی فضل الرحمان صاحب نعیم	۱۹
نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نظم)	جناب نسیم سیفی صاحب	۲۰
تضمین حقائق (نظم)	جناب چوهدری شبیر احمد صاحب	۲۱
نقوش نو (نظم)	جناب چوهدری عبدالسلام صاحب اختر	۲۲
شان القرآن (عربی نظم)	جناب مولوی محمد عثمان صاحب صدیقی	۲۳
سوالات اور ان کے جواب	ایڈیٹر	۲۴
مودودی صاحب کی کتاب کی دو عبارتیں	ایڈیٹر	۲۶
اے جوانان وطن (نظم)	جناب راجه نذیر احمد صاحب ظفر	۲۷
میدان تبلیغ میں میرے چند سال	جناب بشیر احمد رفیق سابق امام مسجد لندن	۲۸
ہمارا قومی تشخیص کیونکر معین ہو؟	جناب سید عبدالمالک صاحب کراچی	۳۳
میرے ایک مجاہد بیٹے کا دعائیہ مکتوب		۳۵
ماہنامہ الفرقان کے پنجسالہ معاونین خاص		۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۲۱ شمارہ ۱۲	ماہنامہ **الفرقان** ربوہ دسمبر ۱۹۷۱ء	ذوالقعدہ ۱۳۹۱ ہجری قمری فتح ۱۳۵۰ ہجری شمسی

اداریہ

پاکستان پر بھارت کا ظالمانہ حملہ

اس وقت ہم پاکستانی مسلمان انتہائی طور پر مظلوم ہیں۔ سب پاکستانی باشندے ایک شدید ابتلاء کے دور میں ہیں۔ بھارت کی ظالم و غاشم حکومت نے مشرقی پاکستان پر سفاکانہ حملہ کر رکھا ہے وہاں پر ایک خونریز جنگ جاری ہے۔ اس مسلسل جنگ پر آج تین ہفتے گزر چکے ہیں ۳؍دسمبر سے بھارت نے مغربی پاکستان پر بھی حملہ کر دیا ہے۔ گویا پاکستان کے دونوں حصوں پر ان دنوں بھارت کی جارحیت جاری ہے۔

قرآن مجید نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مظلومیت کے باوجود مکی زندگی میں لمبے عرصہ تک انہیں صبر و تحمل کی تعلیم دی اور عفو و درگزر کرنے کا ارشاد فرمایا مگر جب مدنی دور میں دشمنوں کا ظلم انتہاء کو پہنچ گیا اور کفار و مشرکین نے مسلمانوں کو مٹانے کے لئے مدینہ پر چڑھائی کر دی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ (سورۃ الحج)

کہ اب ان مظلوم مسلمانوں کو خواہ مخواہ لڑنے والے کفار سے مقابلہ کی اجازت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ یقیناً ان مظلوموں کی مدد و نصرت پر قادر ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہمیشہ ہی مظلوم مسلمانوں کے حق میں پورا ہوا ہے۔ خدائے ذوالجلال نے نہایت پُرشوکت الفاظ میں مسلمانوں سے فرمایا تھا :-

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (سورہ آل عمران)

کہ تم کسی قسم کی کمزوری نہ دکھاؤ اور غمگین مت ہو یقین رکھو کہ اگر تم مومن ہوگے تو تم ہی غالب ہوگے تمہارے دشمن ضرور مغلوب ہوں گے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ (سورۃ محمد)

اے مسلمانو! بزدلی اور کمزوری تمہارے نزدیک نہ آئے تم ظالم دشمنوں کو اب مصالحت کی دعوت نہ دینا تم ہی غالب ہونگے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ کبھی بھی تمہاری قربانیوں کو ضائع نہ ہونے دیگا۔

اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ ہر موقعہ پر جب سچے مسلمانوں نے مظلومانہ دفاعی جنگ لڑی ہے وہ غالب وکامیاب ہوئے ہیں اور ان کے دشمن ہمیشہ ناکام ونامراد رہے ہیں۔ آج جو بھارت سے پاکستانی مسلمانوں کی جنگ ہو رہی ہے وہ بھی سراسر مظلومانہ ہے اور دفاعی ہے اسلئے ہر سچے مسلمان کو یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس میں بھی انجام کار فتح مسلمانوں کو ہوگی۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان الٰہی نصرتوں کو جذب کرنے والے ہوں۔ اللّٰھم استرعوراتنا وآمن روعاتنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ (آمین) ۷۱/۱۲/۱۵

حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد

جماعت احمدیّہ اور جہاد!

"جیسے نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح دین کی خاطر ضرورت پیش آنے پر لڑائی کرنا فرض ہے۔ .... اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ جن امور کو اسلام نے ایمان کا اہم ترین حصہ قرار دیا ہے ان میں سے ایک جہاد بھی ہے بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ جو شخص جہاد کے موقعہ پر پیٹھ دکھاتا ہے وہ جہنمی ہو جاتا ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت جماعت احمدیہ ۱۹۵۰ء صفحہ ۱۳-۱۴)

غَزْوَۃُ الْھِنْد

احادیثِ نبویہ میں ایک عظیم پیشگوئی

(۱) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ:۔

وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَزْوَۃَ الْھِنْدِ فَاِنْ اَدْرَکْتُ اُنْفِقْ فِیْھَا نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاِنْ قُتِلْتُ کُنْتُ اَفْضَلَ الشُّھَدَاءِ وَاِنْ رَجَعْتُ فَاَنَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ الْمُحَرَّرُ۔

(سُنن نسائی - کتاب الجہاد)

ترجمہ:۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کی جنگ کی خبر دی ہوئی ہے۔ اگر مجھے یہ موقعہ ملا تو مَیں اس جنگ میں اپنی جان اور اپنا مال خرچ کر دوں گا۔ پھر اگر مَیں شہید ہو گیا تو مَیں بہترین شہیدوں میں شمار ہوں گا اور اگر مَیں جنگ سے زندہ واپس آگیا تو مَیں آزاد ابوہریرہ ہوں۔"

(۲) حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ حَرَّرَھُمَا اللّٰہُ مِنَ النَّارِ عِصَابَۃٌ تَغْزُو الْھِنْدَ وَعِصَابَۃٌ تَکُوْنُ مَعَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

(سُنن نسائی والجامع الصغیر)

ترجمہ:۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ خاص طور پر آگ سے بچائیگا۔ ایک گروہ وہ ہے جو ہندوستان سے جنگ کرے گا۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو عیسٰے بن مریم (علیہ السلام) کے ساتھ ہوگا۔"

ان احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو بھارت کے ساتھ جنگ درپیش ہے۔ یہ جنگ مسلمانوں کے خاص گروہ سے ہونے والی ہے جن کا جنّتی ہونا یقینی ہے۔ چونکہ ان کی جنگ محض اعلاءِ کلمۂ اسلام کے لئے ہے اسلئے ان کے لئے خاص اجر کی بشارت دی گئی ہے۔ دوسری حدیث میں مسیح موعود کی جماعت کو بھی جنّت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم کلام

بلا کی آگ برستی ہے آسماں سے آج
ہیں تیر چھوٹ رہے تقدیر کی کماں سے آج

اُٹھ اور اُٹھ کے دکھا زور حُبِّ ملّت کا
یہ التجا ہے مری پیر اور جواں سے آج

وہ چاہتا ہے کہ ظاہر کرے زمانہ پر
ہمارے دل کے ارادے اس امتحاں سے آج

جو دل کو چھید دے جا کر عدوِّ مسلم کے
وہ تیر نکلے الٰہی مری کماں سے آج

خدا ہماری مدد ہے جو کہ ہیں مظلوم
مٹائے گا وہ عدو کو مرے جہاں سے آج

جلا کے چھوڑیں گے اعدائے کینہ پرور کو
نکل رہے ہیں جو شعلے دلِ تپاں سے آج

ہزار سال سے مسلماں نے تجھ کو پالا ہے
یہ غیظ تجھ میں اُبھر آیا ہے کہاں سے آج

جو قلبِ مومنِ صادق سے اُٹھ رہی ہے دُعا
اُتر رہے ہیں فرشتے بھی کہکشاں سے آج

ہمارے نیک ارادوں پہ اس قدر شبہات
خدا ضرور ہی نپٹے گا بدگماں سے آج

عدو یہ چاہتا ہے ہم کو لامکاں کر دے
ہمیں بھی آئے گی امداد لامکاں سے آج

فرشتے بھر رہے ہیں اس کو اپنے دامن میں
نکل رہی ہے دُعا جو مری زباں سے آج

پڑے گی رُوح نئی جسمِ زارِ مُسلم میں
وہ کام ہوگا مرے جسمِ نیم جاں سے آج

دُعائیں شعلۂ جوّالہ بن کے اُتریں گی
جلا کے رکھ دیں گے اعدا کو ہم فغاں سے آج

جیوشِ ابرہہ کو تہس نہس کر دے گی
اُڑے گی فوجِ طیور اپنے آشیاں سے آج

شہید ہوں گے جو اسلام کی حفاظت میں
مُلاقی ہونگے وہی اپنے دلستاں سے آج

انہیں کے نام سے زندہ رہے گا نامِ وطن
گھروں سے نکلیں گے جو ہاتھ دھو کے جاں سے آج

ہمیں وہ دامنِ رحمت سے ڈھانپ لینگے ضرور
بھریں گے گھر کو ہمارے وہ ارمغاں سے آج

مشامِ جاں کو معطّر کرے گی جو خوشبو
مہک رہی ہے وہی میرے بوستاں سے آج

(الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۶۵ء)

کعبہ اور ہردوار کی جنگ

خوب کھل جائے گا لوگوں پہ کہ دیں کس کا ہے دیں
پاک کر دینے کا تیرتھ کعبہ ہے یا ہردوار ؟

(از محترم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

زندہ نبی

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا یہ دائمی اور ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے سچے خادموں اور حقیقی غلاموں کو حضورؐ کی قوتِ قدسی اور فیضِ روحانی کی بدولت شرفِ مکالمہ بخشتا، ان پر ملتِ اسلامیہ کی اجتماعی و ملی زندگی میں پیش آنے والے اہم واقعات کا قبل از وقت انکشاف فرماتا اور انہیں سراسر مخالف ماحول میں ترقیات و فتوحات کی اطلاع دیتا اور پھر ان کو خارقِ عادت رنگ سے پورا کر دیتا ہے ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اہم انقلابات کی خبریں

اس نقطۂ نگاہ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود و مہدی مسعودؑ کے الہامات پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ نے آپ کو کس شانِ جامعیت سے اپنے مقدس اور برگزیدہ رسولِ عربیؐ کی برکت سے مستقبل میں رونما ہونے والے بہت سے اہم **تغیرات و انقلابات** کی خبر دی ہے اس ضمن میں ہمیں آئندہ ظاہر ہونے والی اُن مخالفانہ تحریکات کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آئندہ وقتاً فوقتاً اٹھنے والی تھیں اور جن کا بالواسطہ یا بلاواسطہ اثر اسلامی دنیا بالخصوص برصغیر پاک و ہند پر پڑنے والا تھا۔

"شاستری کی پیشگوئی" اور "عورت کی چال" مثلاً۔

ا۔ ۲۹ر اپریل ۱۹۰۵ء کو عالمِ رؤیا میں حضور کو نہایت درجہ حیرت انگیز نظارہ دکھایا گیا کہ :۔

"یکایک زمین ہلنی شروع ہوئی۔ پھر ایک زور کا دھکا لگا۔ میں نے رؤیا ہی میں گھر والوں کو کہا کہ اٹھو زلزلہ آیا ہے اور یہ

بھی کہا کہ مبارک کو لے لو۔ اسی حالت میں یہ بھی خیال آیا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی۔" (الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۵ء صلہ وبدر ۲۷ر اپریل ۱۹۰۵ء صلہ ۔ تذکرہ طبع سوم ص۵۴۳)

۴۔ ۱۹ر فروری ۱۹۰۶ء کو ایک نہایت پُراسرار الہام نازل ہُوا جس کے الفاظ اور تشریح حضورؑ ہی کے الفاظ میں درج ذیل کرتا ہوں۔ فرمایا:۔

"**عورت کی چال** ۔ ایلی ایلی لما سبقتانی ۔ بریّت ۔ وَاِذْ کَفَفْتُ عَنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ۔ یہ خیال گزرتا ہے واللہ اعلم کہ کوئی شخص زنانہ طور پر مکر کرے یعنی مردِ میدان بن کر کارروائی نہ کرے بلکہ چھُپ کر عورتوں کی طرح کوئی نقصان پہنچانا چاہے جس کا نتیجہ آخر بریّت ہو۔ مگر یہ صرف اجتہادی رائے ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کے کیا معنے ہیں۔ ایک مردوں کی چال ہوتی ہے اور ایک زنانہ چال ہوتی ہے جو گمنام ہو کر کوئی بدی کرتا ہے یا عورت کی طرح چھُپ کر کوئی حملہ کرتا ہے اور آخری فقرے کے یہ معنے ہیں کہ فرعون کے شر سے ہم نے بنی اسرائیل کو بچالیا۔"

(بدر ۲۳ر فروری ۱۹۰۶ء صلہ ، الحکم ۲۴ر فروری ۱۹۰۶ء ۔ تذکرہ طبع سوم صفحہ ۵۹۷ - ۵۹۸)

پیشگوئیوں کا عملی ظہور | اوّل الذکر رؤیا ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں نہایت آب وتاب اور شان وشوکت سے پوری ہو چکی ہے اور ثانی الذکر الہام خداوندی میں جس عورت کی زنانہ چال اور اسکی عیّارانہ چالبازیوں اور مکّارانہ حملوں اور شاطرانہ سیاستوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا اس کی نشاندہی پاک بھارت کی موجودہ جنگ ۱۹۷۱ء نے کمال صفائی سے کردی ہے اور اس کی صداقت پر آسمانی مُہرِ تصدیق ثبت ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے۔

عجیب تر بات یہ ہے کہ اس الہام میں اس عیار اور شاطر عورت اور اس کے ہمنواؤں کی منصوبوں اور سازشوں کے آخری انجام کی بھی خبر دیدی گئی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی پُرجلال پیشگوئی

اِس اجمال کی تفصیل پر حضرت مصلح موعودؓ کی مندرجہ ذیل پیشگوئی سے خوب روشنی پڑتی ہے۔ حضورؓ نے قریباً بارہ برس قبل ایک خطبہ جمعہ کے دوران ارشاد فرمایا:۔

"اخبار پرتاپ جس حکومت کے کھونٹے پر ناچ رہا ہے اس کی گردن بھی اسی طرح خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس طرح ایک کمزور سے کمزور انسان کی گردن .... اُس کا ملک یقیناً خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں شکست کھائے گا جیتے گا نہیں۔ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا تھا تو کیا وہ جیت گیا تھا؟ جیتے

حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی تھے اور شکست
فرعون کو ہی نصیب ہوئی۔
اسی طرح اگر بھارت پرتاپ کے کہنے
پر خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے کے لئے تیار
ہوگیا تو اُسے اُس کے مقابلہ میں حقیر
چوہے کی طرح گرنے کے لئے بھی تیار
رہنا چاہیئے ..... ہندوستان
کی آبادی گو ۴۵ کروڑ کی ہے۔
لیکن خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ
بھی اس ساری آبادی پر غالب
آسکتا ہے۔ ....
....
.... پس
اگر خدا تعالیٰ فرشتوں کی فوجیں نازل
نہ کرے صرف ایک فرشتہ ہی
اُتار دے تو وہ بھارت کو غارت
کردے گا۔ عاد اور ثمود کی عظیم
قومیں خدا تعالیٰ کی جماعتوں سے
ٹکرائیں تو کیا وہ قائم رہیں؟ -
خدا تعالیٰ نے انہیں تباہ کرکے
رکھ دیا۔ پھر بھارت کی خدا تعالیٰ
کے سامنے حیثیت ہی کیا ہے۔
اگر اُس نے سر اُٹھایا تو اس کا
حشر بھی عاد اور ثمود کا سا ہوگا۔
..... خدا تعالیٰ کے غضب سے
صرف ایک ہی چیز بچا سکتی ہے
اور وہ استغفار اور ظلم سے استغفار
کرنا ہے۔ اگر ہندوستان کو یہ
خیال ہے کہ اس کے ساتھ بڑی
طاقتیں ہیں تو یہ بات اسے فائدہ
نہیں دے سکتی۔ اگر ساری دُنیا بھی
اس کے ساتھ ہو تب بھی وہ بچ
نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ بڑی سے
بڑی طاقت کے بھی ٹکڑے کر سکتا
ہے ...... پس کسی طاقت کی مدد
پر ہندوستان کا غرور اور فخر
کرنا لغو بات ہے۔ اگر مشرق
اور مغرب کی تمام طاقتیں بھی
بھارت کی مدد کریں تو وہ خدا تعالیٰ
کے مقابلہ میں جیت نہیں سکتا۔
وہ اس کے مقابلہ میں بہرحال تباہ
ہوگا۔ اس کے لئے تباہی سے
بچنے کا صرف ایک ہی راستہ
ہے کہ وہ کمزوروں پر ظلم نہ کرے
اور ان کے مذہبی معاملات
میں دخل نہ دے۔"

(الفضل ۱۷ر جنوری سنہ ۱۹۵۹ء ص۴)

اِس پُرجلال اور پُرہیبت پیشگوئی کا
کامل اور مکمل ظہور کب مقدر ہے؟ اس کا علم
تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے تاہم خود حضرت مصلح موعودؓ

نے ایک بار یہ وضاحت فرما دی تھی کہ :-

"ہم وہ لوگ ہیں جو مر کر زیادہ طاقتور ہوا کرتے ہیں ہماری زندگی میں خدا تعالیٰ ہمارے دشمن کو بالعموم محفوظ رکھتا ہے کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے لیکن ہماری موت کے بعد وہ ہمارے لئے اپنی غیرت دکھاتا ہے جس کے مقابلہ میں کسی قریب ترین عزیز عاشق کی غیرت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔" (الفضل ۲۴ر ستمبر ۱۹۵۸ء)

دُعا

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ مسلمانانِ عالم کے مقابل اُبھرنے والی ہر سیاسی اور مادی طاقت کو ہماری آنکھوں کے سامنے پاش پاش کر دے اور

ایک ہی خدا ہو اور ایک ہی پیشوا ہو
شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفےٰ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کا

بھارت کو انتباہ

"میں بھارت کو بھی ایک تنبیہہ کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو آج کی فوج کے پاس چھوٹے سے چھوٹا ہتھیار رائفل ہے لیکن میرے اور میری جماعت کے پاس رائفل بھی نہیں ہے اسلئے میں دنیوی طاقت کے گھمنڈ میں نہیں کہہ رہا نیز یہ کوئی سیاسی بیان بھی نہیں کیونکہ میں سیاستدان نہیں ہوں اور نہ سیاست سے مجھے کچھ سروکار ہے بلکہ ایک عاجز درویش اور خدا کے ایک ادنیٰ بندے کی حیثیت سے انہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہارے ملک میں جو مسلمان بستے ہیں اگر تم نے انکے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا اور انکے حقوق ادا نہ کئے اور ان پر ظلم کرنے کی کوشش کی تو بندوق اور سیاسی اقتدار نہ رکھتے ہوئے بھی یہ عاجز بندہ تمہیں یہ کہتا ہے کہ جس خدا پر ہم یقین رکھتے ہیں اور ایمان لائے ہیں اور جسکی صفات کے شاندار مظاہرے ہم نے دیکھے ہیں اسی خدا پر توکل رکھتے ہوئے اور یقین رکھتے ہوئے اور ان بشارتوں کو جو اس نے ہمیں دی ہیں سچا سمجھتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ اگر تم نے ظلم کیا اور ایذا رسانی کی راہیں تم نے اختیار کیں تو تمہاری گردن کاٹ دی جائیگی اور تم کبھی کامیاب نہیں ہوگے اسلئے تم اپنے اور اپنے بچوں اور بیویوں اور اپنی آنے والی نسلوں کی خاطر اپنی رعایا میں سے جو مسلمان ہیں اور بھارت میں جہاں بھی وہ آباد ہیں ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو اور ان کے حقوق ادا کرو ورنہ اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا پڑے گا اور یہ قہرِ الٰہی اُس قہرِ الٰہی کے علاوہ ہوگا جس کے تم پاکستان پر سفاکانہ اور وحشیانہ حملہ کر کے مستحق ٹھہرے ہو۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۷۱ء)

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام ہمالیہ دیش میں

صحفِ سماوی میں رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ میں ہجرت کا ذکر

(از محترم جناب شیخ عبد القادر صاحب۔ لاہور)

قرآن حکیم میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ تھے۔ اور بنی اسرائیل کے متعلق فرمایا:-

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ
اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ
وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ...
.... الآیۃ

(سورۃ الاعراف: ۱۶۹)

اور ہم نے ان کو زمین میں گروہ در گروہ بنا کر پھیلا دیا ہے، ان میں سے کچھ نیک ہیں اور کچھ بد۔ اور ہم ان کو اچھے حالات اور بُرے حالات سے پرکھتے رہتے ہیں تاکہ وہ (اپنی غلطیوں سے) باز آجائیں۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے مشن کی رُو سے ضروری تھا کہ وہ بنی اسرائیل کے اسباطِ عشرہ تک پیغامِ حق پہنچائیں جو کہ بائیبل کی رُو سے فارسی سلطنت میں "کوش سے ہند تک تمام صوبوں میں، کیا قریب کیا بعید" پھیلے ہوئے تھے۔

(صحیفہ آستر ۹/۳۰ : ۱/۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی مشن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو کہ اس بھیڑ خانہ میں نہیں ہیں۔ مجھے ان کو بھی (راہ حق پر) لانا ہے، وہ میری آواز سنیں گی۔ پھر ایک ہی گلہ ہوگا اور ایک ہی چرواہا۔ (یوحنا ۱۰/۱۶)

تاریخ ہماری راہ نمائی کرتی ہے کہ بنی اسرائیل کے اسباط، افغانستان اور شمال مغربی ہندوستان کے پہاڑی علاقوں میں جگہ جگہ آباد تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام اُن کے پاس آسمانی بادشاہت کی منادی کے لئے آئے، اس منتشر گلہ کو اکٹھا کیا اور بیشتر کو کشمیر میں لاکر بسا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیادت عطا کی۔ اس عظیم الشان مشن کی طرف

صحفِ سابقہ میں بشارات ملتی ہیں۔
بنی اسرائیل کے پہلے انتشار فی الارض کے
۱۲۶ سال بعد بخت نصر نے یہود کو جلا وطن کیا۔
ان جلا وطنوں میں حزقی ایل نبی بھی شامل تھے۔
صحیفہ حزقی ایل میں ہے:-

"وہ پاسبان نہ ہونے کی وجہ سے پراگندہ ہوگئے اور تمام دشتی درندوں کی خوراک بنے۔ میری بھیڑیں تمام پہاڑوں اور سب اونچے پہاڑیوں پر آوارہ ہوگئیں اور میرے گلّے تمام رُوئے زمین پر پراگندہ ہوگئے۔ اور کوئی نہ تھا جو ان کو پوچھے اور کوئی نہ تھا جو انکی تلاش کرے..... دیکھ مالک خداوند یوں فرماتا ہے۔ دیکھ میں آپ ہی اپنی بھیڑوں کی تلاش کروں گا جس طرح چرواہا اپنے گلّے کی خبر لیتا ہے جبکہ اپنی آوارہ بھیڑوں کے درمیان ہو۔ اسی طرح میں بھی اپنی بھیڑوں کی خبر لوں گا اور ان کو ان تمام مقاموں سے چھڑا لاؤں گا جہاں وہ ابر اور تاریکی کے دن منتشر ہوگئی ہیں... اور میں ان کے لئے ایک ہی چوپان[۱] مقرر کروں گا جو اُن کو چرائے گا یعنی اپنے بندے داؤد کو جو اُن کا چوپان ہوگا۔ اور میں خداوند اُن کا خدا ہوں گا اور میرا بندہ داؤد اُن کا رئیس ہوگا۔"
(حزقی ایل ۳۴/۶-۵، ۳۴/۱۲-۱۱، ۳۴/۲۴-۲۳)

یسعیاہ ثانی کے صحیفہ میں ہے:-

"اے صیہوں مبشر (یا صیہوں کے مبشر) تو اونچے پہاڑ پر چڑھ جا۔ اے یروشلم مبشر (یا یروشلم کے مبشر) تو قوت سے اپنی آواز بلند کر۔ اُسے بلند کر اور نہ ڈر... دیکھو خداوند قوت کے ساتھ آئے گا... چوپان کی طرح وہ اپنا گلّہ چرائے گا۔ وہ اپنے بازوؤں میں برّوں کو فراہم کرے گا اور ان کو اپنی گود میں اٹھائے گا۔ اور دودھ پلانے والیوں کو آہستہ آہستہ لے جائے گا۔" (یسعیاہ ۴۰/۹-۱۱)

صحفِ سماوی میں متواتر یہ پیشگوئی ملتی ہے کہ آنے والا مسیح دنیا کی بلند چوٹیوں پر جادہ پیما ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کا پیغام سنائے گا۔ بنی اسرائیل کے گمشدہ اسباط جو کہ سرزمین چین تک منتشر ہوں گے اس کی آواز پر کان دھریں گے۔ اس طرح ایک چوپان اور ایک گلّہ ہو جائے گا۔

یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں لکھا ہے:-

"آنے والے دنوں میں ایسا ہوگا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ (یعنی کوہ صیہون)

۱؎ اسی بشارت کی وجہ سے حضرت مسیح کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ عسٰی و عسعس کے معنے ہیں رات کو اچھی طرح دیکھ بھال رکھنا عاسٌ دیکھ بھال کرنے والا۔ (مفردات)

پہاڑوں کی چوٹی پر استوار کیا جائیگا"

(یسعیاہ ۲/۲-۴ نیو انگلش بائیبل)

اِس بشارت کو میکاہ نبی نے بھی انہی الفاظ میں دہرایا ہے۔ (میکاہ ۱/۱-۲)

پھر آنے والے مسیحا کے بارہ میں یسعیاہ ثانی کہتے ہیں:-

"پہاڑوں پر اس مبشّر کے قدم کیا ہی خوشنما ہیں جو سلامتی کی بشارت دیتا اور نجات کی باتیں سُناتا ہے!"

(یسعیاہ ۵۲/۷)

بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ منتشر ہونے کے بعد اپنے چوپان کے ہاتھ پر کیسے جمع ہوں گے؟ یسعیاہ ثانی کے صحیفہ میں ہے:-

"وہ راہوں میں چریں گے اور ہر ایک ٹیلے پر ان کی چراگاہ ہوگی۔۔۔۔ وہ شخص جو اُن سے محبّت رکھتا ہے ان کا ہادی ہوگا۔ اور وہ پانی کے اُبلتے چشموں کی طرف ان کو لے جائے گا۔ اور میں اپنے سب پہاڑوں کو راہ بناؤں گا اور شاہراہوں پر پُشتے بنیں گے۔ (اس طرح وہ مجتمع ہونگے)

(یسعیاہ ۴۹/۱۱-۱)

اس میں یہ بتایا گیا کہ آنے والا مسیحا بنی اسرائیل کے اسباط کو اکٹھا کر کے ایک ایسی سرزمین میں لائیگا جس سرزمین کو قرآن حکیم میں ذاتِ قرارٍ ومعین کہا گیا۔

اسی سلسلہ میں ذکر ہے کہ بنی اسرائیل کا ہادی انہیں مختلف اطراف سے جمع کرے گا۔

"دیکھ! لوگ دُور سے آئیں گے اور دیکھ کوئی شمال اور غرب سے اور کوئی ارضِ سینیم (یعنی چین) سے۔ اے افلاک! گیت گاؤ اور اے زمین! تو خوش ہو اور اے پہاڑو! راگ گانے لگو۔ کیونکہ خداوند نے اپنی اُمّت کو تسلّی بخشی اور مصیبت کے وقت اس نے لوگوں پر رحم کیا۔" (یسعیاہ ۴۹/۱۲-۱۳ نیو انگلش بائیبل)

ظاہر ہے کہ آنے والے مسیح نے بلادِ شرقیہ میں بسے ہوئے بنی اسرائیل کو مجتمع کر کے چشموں والی سرزمین میں بسانا تھا۔ یہ اُس کا مشن تھا۔ انبیاء کو یہ باتیں چونکہ کشف میں بتائی گئیں اسلئے علماء بنی اسرائیل نے ظاہر پر محمول کرتے ہوئے یہ سمجھا کہ سب امور موجودہ یروشلم سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسیحا یروشلم میں اسباطِ عشرہ کو اکٹھا کرے گا (حزقی ایل ۴۴ باب) حالانکہ کشف میں پہاڑوں کی بلندیوں پر ایک نیا یروشلم دکھایا گیا تھا۔ وہاں اس نے بنی اسرائیل کو بسانا تھا۔ یہ غلط تعبیر بائیبل کے صحیفوں میں درج ہوگئی۔ اپاکرفل لٹریچر میں بالخصوص یہی تعبیر پیش کی گئی کہ مسیحا اسباطِ عشرہ کو یروشلم میں اکٹھا کریگا۔ ان کے تئیں بلادِ شرقیہ کے بنی اسرائیل آئیں گے اور کنعان میں بسا دیئے جائینگے۔ صحیفۂ عزرا میں لکھا ہے:-

"اے عزرا جیسے تم نے کشف میں دیکھا کہ آنے والے موعود نے ایک اور

گروہ کو جو کہ پُر امن تھا اپنے اردگرد
جمع کیا۔ سو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ
"گروہ وہ دس اسرائیلی قبائل ہیں"
جو اپنی سرزمین سے نکالے گئے۔

آگے لکھا ہے کہ یہ اسرائیلی قبائل عراق میں جلاوطن ہوئے۔ پھر وہاں سے ایک دُور کے ملک میں چلے گئے۔ بالآخر سرزمینِ ارسارۃ میں پہنچے جو کہ شمال مغربی ہندوستان کے ایک علاقہ کا قدیم نام ہے۔[1]

آخر میں لکھا ہے کہ عرصۂ دراز کے بعد یہ قبائل دوبارہ فلسطین میں آئیں گے اور مسیحا کے دامن سے وابستہ ہو جائیں گے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو عزدرس ۲ باب ۱۳)

یہ وہ تعبیر ہے جو انبیاء کے کشوف کو پورے طور پر نہ سمجھنے کے باعث پیش کی گئی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اس غلطی کی اصلاح کی اور بتایا کہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں مجھے ان کے پاس خود جانا ہوگا۔ پھر ایک گلہ ہوگا اور ایک ہی چرواہا۔ (یوحنا $\frac{۱۰}{۱۶-۱۴}$، $\frac{۲۲}{۲۶-۳۲}$) لوگوں نے اعتراض بھی کیا کہ پیشگوئیاں تو یہ بتاتی ہیں کہ مسیح موعود ابد تک (یروشلم میں) بسا رہے گا تو کیسا مسیح ہے جو اس کے خلاف تعلیم دیتا ہے؟

"یسوع نے کہا اور تھوڑی دیر
تک نور تمہارے درمیان ہے"
(یوحنا $\frac{۱۲}{۳۴}$)

انجیل نویسوں نے حضرت مسیح کے اس فقرہ کو کہ "ابن آدم کے لئے ضرور ہے کہ وہ اونچے پر چڑھایا جائے" نہیں سمجھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ اس سے مراد صلیبی موت ہے۔ (یوحنا $\frac{۱۲}{۳۲}$) حالانکہ پیشگوئیوں میں یہ تھا کہ آنے والے مسیح نے دنیا کے اونچے مقامات پر جانا ہے۔

قرآن حکیم میں بل رفعہ اللہ الیہ کے ایک پہلو میں اشارہ فرمایا کہ حضرت مسیح صلیبی موت سے بچائے گئے اور مقاماتِ بلند کی طرف ہجرت الی اللہ اختیار کر کے مرفوع ہوئے۔ دوسری جگہ وَاٰوَیْنٰهُمَاۤ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ میں رفع الی اللہ کی تفصیل موجود ہے۔ مختصر یہ کہ صحفِ سماوی میں آنے والے مسیح کے لئے یہ بتایا گیا تھا کہ اس نے دنیا کے بلند ترین مقامات پر جادہ پیما ہونا ہے۔ اس کے پاس اسباطِ عشرہ جمع ہوں گے بالآخر ایک چشموں والی سرزمین میں ایک نیا کنعان بسایا جائے گا۔ یہ بشارات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے دوسرے دَور سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ آپ ہمالیہ دیش کی سیاحت کے بعد کشمیر میں بس گئے اور بنی اسرائیل بھی یہاں آباد ہو گئے۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا ایک کشف انجیل عبرانیہ میں درج تھا۔ یہ انجیل ضائع ہو گئی۔ اس کا

---

[1] ملاحظہ ہو میجر بلیو (Bellew) کی کتاب دی ریسز آف افغانستان صفحہ ۱۵ و راج ترنگنی مترجمہ ٹھاکر اچھر چند اردو جلد اول نوٹ ۲-۳-۴ و اسی کتاب کا آخری ضمیمہ کشمیر کا جغرافیہ قدیم صفحہ ۱۵۱۔

حسب ذیل اقتباس آبائے کلیسیا کی کتابوں میں ہیں ملتا ہے۔ حضرت مسیحؑ نے فرمایا :-

"ابھی (میں نے کشف میں دیکھا کہ) میری
ماں روح القدس نے مجھے سر کے بالوں میں
سے ایک بال سے پکڑا[1] اور ایک عظیم پہاڑ
طبور پر جا کر رکھ دیا۔"

طبور گلیل کا ایک پہاڑ ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک کشف ہے۔ یہاں طبور کا لفظ تعبیر طلب ہے۔ طبور کے معنے عبرانی میں "بلند مقام" کے ہیں۔ پہاڑ پر چڑھنے یعنی طُلُوعُ الْجَبَل کی تعبیر میں علامہ محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں :-

مَلْجَأٌ وَمَأْوىً وَكَنِفٌ[2]
اس کو پناہ گاہ اور امن کی جگہ حاصل
ہوگی اور محفوظ ہو جائے گا۔

روح القدس کو میری ماں کہا گیا۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس ہجرت میں ماں بھی ساتھ ہوگی اور روح القدس کی معیّت بھی۔ سر کے ایک بال سے پکڑنے کے معنے یہ ہیں کہ جب زندگی اور موت میں سرِمُو فرق رہ گیا۔ یا یوں کہئے کہ ایک بال کا فرق رہ گیا تو روح القدس نے حضرت مسیحؑ کو سر کے اسی بال سے پکڑ کر موت کی وادی سے باہر نکال لیا اور ایک بلند مقام پر پہنچا دیا۔ یہ ہے اس کشف کی حقیقی تاویل۔

1- According to the Hebrews P. 259

۲ تعبیر الرؤیا از علامہ محمد بن سیرینؒ اردو ترجمہ از سید حبیب احمد ہاشمی صفحہ ۵۶

انجیل عبرانیہ میں مندرج اس کشف کی تعبیر ہمیں قرنِ اول کے عیسائیوں کی ایک نظم میں ملتی ہے۔ اس نظم میں حضرت مسیح علیہ السلام دنیا سے مخاطب ہیں۔ فرمایا :-

"میں نے رُوح اللہ پر ٹیک لگائی اور
اس نے مجھے اُوپر اُٹھا لیا۔ خداوند کی اونچی
جگہ پر لیجا کر مجھے اپنے قدموں پر کھڑا کر دیا۔
اس کی قدسیت اور جلال کے حضور میں جبکہ
میں اس کی حمد میں محو اور مدح سرائی کے گیت
گا رہا تھا رُوح نے مجھے اللہ تعالیٰ کے
حضور میں، اس کے چہرہ کے سامنے ڈال
دیا . . . . تعریف کرنے والے لوگوں میں
میں سراپا تعریف اور طاقتور لوگوں میں
عظیم بن گیا . . . . میرا مُنہ سحابِ شبنم کی طرح
کُھل گیا . . . . اور میرا اس تک پہنچا گویا
سلامتی اور امن (کا نشان) تھا اور اس
کی رُوح مملکت نے مجھے پُورے طور پر
بسا دیا[1]"

اسی مجموعہ میں ایک اور نظم ہے جس میں لکھا ہے کہ مومنین سمیت میں ایک جنت (ارضی) میں بس گیا جہاں خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی بہتات ہے۔ (نظم ۱۱)

یوحنا عارف نے قرنِ اول کے آخر میں کشف

1- Odes of Solomon No. 36

میں دیکھا کہ ایک اونچے پہاڑ پر آسمان سے یروشلم اُترا ہے۔ اس میں خداوند خدا قادرِ مطلق اور برّہ یعنی مسیحا موجود ہیں۔ یہ ہیکل والا یروشلم نہیں بلکہ نیا یروشلم ہے جس میں ہیکل نہیں ہے۔ (مکاشفات باب ۲۱)

یہ کشف ظاہری لحاظ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثتِ اولیٰ اور رُوحانی لحاظ سے بعثتِ ثانیہ پر چسپاں ہوتا ہے۔ اس کے ایک پہلو میں صاف اشارہ موجود ہے کہ اونچے پہاڑ پر نئے یروشلم سے مراد وہ آسمانی یروشلم ہے جو حضرت مسیح نے "ربوۃٍ ذاتِ قرارٍ و معین" میں قائم کیا۔ اس کشف میں ہمالیہ دیش میں آپ کی جادہ پیمائی کی طرف اشارہ ہے۔

تفسیر ابن جریر میں کعبؓ کی روایت ہے کہ ربوۃٍ ذاتِ قرارٍ و معین سے مراد بیت المقدس ہے۔ پھر کہا:۔

وھی اقرب الارض الی السماء

کہ وہ آسمان کے قریب ترین مقام ہے۔ اس میں بھی دراصل اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر کوہ صیہون قائم کیا جائے گا۔ اس میں آنے والا مسیح بسے گا۔ کعبؓ کی روایت میں "ربوۃ" سے مراد وہ بیت المقدس ہے جو کہ پیشگوئیوں کی رُو سے اقرب الی السماء ہے۔ لوگوں نے اسے پُرانا یروشلم سمجھ لیا۔

اِن حوالوں سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے یہ مقدر تھا کہ وہ بلند ترین پہاڑوں میں اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش کے لئے جادہ پیما ہوں۔ پھر ان کو ایک چشموں والی سرزمین میں لا کر بسا دیں۔ مسیح اسی مشن کو پورا کرنے کے لئے ہمالیہ دیش میں آئے۔ یہاں آپ بنی اسرائیل کی بھیڑوں کو اکٹھا کرنے والے یعنی یسوع آسف کہلائے جو کہ بگڑ کر یوز آسف بن گیا۔

بھوشں پران میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام راجہ شالباہن کو ہمالیہ دیش میں ملے۔

پھر لکھا ہے کہ ایک ساکا راجہ نے آپ کو ارضِ ہمالیہ میں پورے طور پر بسا دیا۔ یہاں آپ کو سیادت حاصل ہوگئی۔

یہ حوالے پوری تحقیق کے بعد یورپ کے نامور عالم رابرٹ گریوز نے اپنی کتاب

JESUS IN ROME

میں شائع کر دیئے ہیں۔

بیسویں صدی کے آخر میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے یورپ کے محققین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مجھے افسوس آتا ہے کہ .... کیوں یہ محقق حضرت مسیح کے قدم مبارک کو نیپال اور تبت اور کشمیر کے پہاڑوں میں تلاش نہیں کرتے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اتنی بڑی سچائی کو ہزاروں تاریک پردوں میں سے پیدا کرنا ان کا کام نہیں تھا بلکہ یہ اس خدا کا کام

تھا جس نے آسمان سے دیکھا کہ مخلوق پرستی حد سے زیادہ زمین پر پھیل گئی اور صلیب پرستی اور انسان کے ایک فرضی خون کی پرستش نے کروڑ ہا دلوں کو سچے خدا سے دور کر دیا۔ تب اس کی غیرت نے ان عقائد کو توڑنے کے لئے جو صلیب پر مبنی تھے۔ ایک کو اپنے بندوں میں سے دنیا میں مسیح ناصری کے نام پر بھیجا.... تب کسرِ صلیب کا وقت آ گیا.... سو اب آسمان نے کسرِ صلیب کی ساری راہ کھول دی.... اب اندھیرا نہیں رہے گا۔ رات گذری، دن چڑھا اور مبارک وہ جو اب محروم نہ رہے۔" (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۸۵-۸۶)

ضروری اعلان

اس سال ہمارا جلسہ سالانہ ہنگامی حالات کے باعث ملتوی ہو گیا ہے اسلئے جملہ احباب جو جلسہ سالانہ پر چندہ ادا کیا کرتے ہیں وہ براہِ کرم فوراً اپنا اپنا چندہ مینجر الفرقان ربوہ کے نام ارسال فرمائیں ورنہ ان کے نام جنوری ۷۲ء کا رسالہ وی پی ہوگا۔ (مینجر)

تبصرہ

"روشن ستارے"

تالیف محترم مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ حجم ۱۶۰ صفحات۔ سائز درمیانی۔ کاغذ سفید کتابت عمدہ۔ طباعت دیدہ زیب۔ ناشر ملک رشید احمد خان قیصر موٹل اینڈ ریسٹورنٹ کچہری روڈ۔ کراچی۔ قیمت درج نہیں۔

یہ کتاب نو مقدس صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابوطلحہؓ حضرت حسانؓ، حضرت زیدؓ، حضرت کعبؓ، حضرت ذوالبجادینؓ اور حضرت خبیبؓ رضی اللہ عنہم کے جستہ جستہ حالات پر مشتمل ہے کتاب بہت مفید ہے۔ واقعات کے انتخاب میں مصنف کا اپنا انداز ہوتا ہے۔ مولانا سیف صاحب علم حدیث کے ایک ماہر استاد ہیں اسلئے انتخاب میں عام طور پر اس مہارت کا اثر نمایاں ہے

"بھارت نامہ"

محترم جناب راجہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ظفر ربوہ نے ایک مفصل منظوم بھارت نامہ شائع فرمایا ہے۔ یہ مجموعہ سلیس و سادہ زبان میں خاص اثر انگیز روانی پر مشتمل ہے۔ جنگی حالات میں ایسے یقین افروز ترانوں کی اشاعت بہت مفید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب ظفر کو جزاء خیر دے اور ان کے اندازِ بیان کی جلالتِ شان کو اور بڑھائے۔ آمین

قیمت ۳۵ پیسے

(۱)

مرتد کی سزا

(از قلم جناب مولانا کوثر نیازی)

ذیل کے دو شذرے جناب مولانا کوثر نیازی نے روزنامہ مساوات لاہور مورخہ ۲؍نومبر و ۲۵؍نومبر ۱۹۷۱ء میں ایک سائل کے جواب میں شائع فرمائے ہیں۔ ان کی افادیت کے پیش نظر ہر دو شذرے من وعن نقل کئے جاتے ہیں ——— (ایڈیٹر)

"راولپنڈی سے احمد سلیم صاحب لکھتے ہیں:-

"پچھلے دنوں ایک اسلام پسند اخبار میں آپ کے حوالے سے لکھا گیا تھا کہ مرتد کی سزا قتل نہیں ہے۔ جہاں تک ہم نے سنا ہے تمام علماء صاحبان یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ کیا آپ تکلیف کریں گے "مساوات" میں اس پر روشنی ڈالیں گے کہ اس سلسلے میں خدا اور رسول کا حکم کیا ہے؟"

سب سے پہلے تو میں احمد سلیم صاحب کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ وہ مختلف مسائل پر ہمارا نقطۂ نظر جاننے کے لئے اسلام پسند اخبارات پر اعتماد نہ کریں ان کے "امام ہمام" ضرورت کے تحت جھوٹ بولنے کے حق میں فتویٰ دے چکے ہیں اور ان اخبارات کا ہم لوگوں کے معاملے میں اکثر و بیشتر اسی فتوے پر عمل ہے۔

اس ضروری تصریح کے بعد اب میں مسئلہ زیر بحث پر کچھ عرض کروں گا۔

"مرتد کی سزا قتل ہے" یہ فقرہ بہت مشہور ہو گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرتد کے لئے اسلام نے دنیا میں اس سے بھی بڑھ کر سنگین سزائیں تجویز کی ہیں۔ قرآن حکیم میں آتا ہے:-

"اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے
پھر جائے اور کفر کی ہی حالت میں اس
کو موت آ جائے۔ تو یہی لوگ ہیں جن
کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع
ہو جائیں اور یہی دوزخ والے ہیں
اور اس میں یہ ہمیشہ رہیں۔"

(سورۂ بقرہ)

اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ مرتد کے اعمال دنیا و آخرت دونوں جگہ ضائع کر دیئے جائیں گے اب آخرت میں تو ضیاع اعمال کی صورت سمجھ آتی ہے سوچنے کی بات یہ ہے کہ دنیا میں مرتد کے اعمال کیونکر ضائع ہوں گے۔

مفسرین کرام نے اس آیت کی ذیل میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ دنیا میں مرتد کے ضیاع اعمال کی یہ صورت ہوگی

کہ مسلمان بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو جائیگی۔ دوسری سزا اُسے یہ ملے گی کہ وہ مسلمان باپ کی میراث سے محروم ہو جائے گا۔ تیسری سزا یہ ہے کہ اس کی نماز، اس کے روزے، اور حج اور اس کی دوسری تمام طاعتوں اور عبادتوں پر پانی پھر جائے گا۔ چہارم یہ کہ اسے مسلمانوں کی نماز جنازہ نصیب نہیں ہو گی۔ پنجم یہ کہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائیگا۔ ششم یہ کہ اگر اسلامی حکومت قائم ہے اور کوئی شخص مذہب کی بنیاد پر لڑی جانے والی جنگ کی حالت میں تارک الجماعت ہو کر کفر اختیار کرتا ہے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اگر کوئی شخص مرتد ہونے کے بعد پھر سے اسلام قبول کرے تو فقہاء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ ارتداد سے پہلے اس نے جو نیک کام کئے تھے توبہ کے بعد اسے ان کا اجر ملے گا یا نہیں؟ مثال کے طور پر اگر وہ پہلے حج کر چکا تھا مگر مرتد ہو گیا۔ اب وہ پھر مسلمان ہو گیا ہے تو کیا وہی حج اس کے لئے کافی ہے یا اسے از سرِ نو حج کرنا چاہیئے؟ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ اسے پہلے حج کا ثواب نہیں ملے گا اسے بشرطِ استطاعت دوبارہ حج کرنا چاہیئے۔ معلوم ہوا کہ ارتداد کفر سے بھی بدتر ہے کیونکہ از روئے حدیث کافر حالتِ کفر میں جو نیکیاں کرتا ہے وہ معلق رہتی ہیں۔ اگر اسلام لے آئے تو ان پر بھی اسے اجر مل جاتا ہے اور اگر اسی حالت میں مر جائے تو اجر نہیں ملتا مگر مرتد توبہ بھی کر لے تو اس کے پچھلے اعمال ہر حال میں ضائع ہو کے رہتے ہیں۔

مَیں نے اُوپر عرض کیا تھا کہ اگر کوئی مسلمان (حالتِ جنگ میں) تارک الجماعت ہو جائے تو اس کی سزا قتل ہے۔ یہ بات قدرے تفصیل کی طالب ہے۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک تو امیر جنسی کی حالت ہو یا نہ ہو مرتد کو قتل کیا جائے گا مگر بعض اسے صرف "امیر جنسی" کے لئے مخصوص کرتے ہیں۔ مجھ عاجز کے نزدیک اسی مؤخر الذکر گروہ کا نقطۂ نظر زیادہ قابلِ قبول ہے اور اس کی دلیل مَیں کل کے "مساوات" میں عرض کروں گا۔

(۲)

کیا مرتد کی سزا قتل ہے؟

قرآن حکیم کا ارشاد ہے :-

"وہ لوگ جو ایمان لائے پھر انہوں
نے کفر اختیار کر لیا پھر ایمان لائے
اس کے بعد پھر کافر ہو گئے اور اس
میں بہت آگے بڑھ گئے اللہ تعالیٰ
ہرگز ان کی مغفرت نہیں کرے گا اور
نہ ان کو ہدایت دے گا۔"

(النساء : ۱۳۷)

سورۃ نساء مدنی دور کی سورۃ ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی مگر قرآن حکیم کچھ لوگوں کا ذکر کر رہا ہے جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئے۔ پھر مسلمان ہوئے پھر مرتد ہو گئے کہ حالتِ کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے۔ اس میں جو بات

غور طلب بات وہ یہ ہے کہ اگر مرتد کی سزا ہر حالت میں قتل ہوتی تو مرتد ہونے کے بعد ان لوگوں کو ایمان لانے کی مہلت ہی کہاں ملتی اور مہلت مل بھی گئی تھی تو دوبارہ مرتد ہونے کی صورت میں وہ موت کی سزا سے کیسے بچ پاتے۔ پھر اور دیکھئے کہ وہ کفر میں بڑھتے بھی چلے گئے اس کے باوجود انہیں موت کی سزا نہیں سنائی جاتی صرف یہ کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔

مجھے معلوم ہے کہ سلف سے اس آیت کی تشریح و تفسیر پر مختلف اقوال منقول ہیں حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ یہ یہود تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر بچھڑے کی پوجا کا ارتکاب کر بیٹھے، پھر تورات پر ایمان لائے اور اس کے بعد انہوں نے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ نوبت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار تک جا پہنچی۔ اسی طرح کچھ حضرات نے کہا کہ یہ آیت بھی اہل کتاب کے بارے میں ہے۔ مگر مستند تفاسیر میں جلیل القدر ائمہ تفسیر کا یہ قول بھی پایا جاتا ہے کہ "ھذا فی قوم مرتدین" یہ مرتدین کی ایک جماعت کے بارے میں ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس قول کو دینی مرسری دلائل سے رد کر دیا جائے۔

بعض اصحاب اس سلسلے میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"جو مسلمان اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔"

اس حدیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اسلام مرتد کو ہر حال میں قتل کی سزا دیتا ہے ہمارے نزدیک اس حدیث کا یہ مفہوم صحیح نہیں۔ بخاری و مسلم میں ایک روایت ہے:-

"المارق لدینہ التارک للجماعۃ"

حضرت مولانا شاہ انور شاہ کشمیری مرحوم جیسے جید عالم دین نے اس روایت کی روشنی میں پہلی حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے:-

"یعنی جس نے اپنا دین تبدیل کر لیا یعنی دین اسلام چھوڑ دیا اور جماعت مجاہدین سے نکل گیا اس کو قتل کر دو"

اس کے بعد کہتے ہیں:-

"محض ارتداد موجب قتل نہیں ہے، ارتداد صرف اس حالت میں موجب قتل ہے جب مرتد شخص مسلمانوں کی بدخواہی کرنے کو دشمن کی جماعت میں جا ملے۔"

مولانا مرحوم کی اس تصریح سے واضح ہو گیا کہ یہ جو مشہور ہو گیا ہے کہ "مرتد کی سزا قتل ہے" یہ صرف مخصوص حالات کے لئے ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی شخص مسلمان نہ رہنا چاہے تو اس پر جبر کی اجازت ہے۔ عقیدہ کا تعلق قلب و دماغ کے انشراح سے ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اسے بزور شمشیر حاصل نہیں کر سکتی۔

ممکن ہے یہ سوال کیا جائے کہ "پھر جلسی"

میں بھی اسلام نے مرتد کو قتل کی سزا دینے کی گنجائش کیوں رکھی ہے؟ جواباً عرض ہے کہ اصل میں لوگ اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ کسی زمانے میں اسلام دین و مذہب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عسکری تنظیم بھی تھا اور عسکریت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اپنے حلقہ بگوشوں کو خوب ڈسپلن میں رکھے۔ سپاہیوں کو ذرا ذرا سی بات پر آپ نے کورٹ مارشل ہوتے نہیں دیکھا؟ اگر دیکھا ہے اور یقیناً دیکھا ہوگا تو پھر آپ اسلام سے یہ توقع کیوں کرتے ہیں کہ عین حالت جنگ میں اس کے سپاہی مخالف کیمپ کے عقاید و نظریات کو قبول کرتے چلے جائیں اور وہ اس پر کسی ردِّ عمل کا اظہار نہ کرے۔

(روزنامہ مساوات ۲۵ نومبر ۱۹۷۱ء)

بزم و رزم

خُوب ہے گو جمال و زیبائی
خُوب ہے گرچہ بزم آرائی
لیک مردوں کو پھر بھی لازم ہے
رزم کی رسم سے شناسائی

(راجہ ظفر)

فیضانِ مسیحِ محمدیؑ

(جناب فضل الرحمٰن صاحب نعیم)

آپ کی تحریر میں ہے روح کی تابندگی
آپ کی تفسیر میں ہے دلکشی و سادگی

آج پھر انساں کو قرآں سکھایا آپؑ نے
آج پھر انسان کو انساں بنایا آپؑ نے

باب پھر سے معرفت کے آپ نے وا کر دیئے
آپؑ ہی نے کوثر و تسنیم کے ساغر دیئے

مدرسے توحید کے بھی آپ نے جاری کئے
ہو گیا پُر نور جس نے نور کے چشمے پیئے

قلبِ انساں میں خدا کی پھر محبت ڈال دی
چشمِ انساں میں رہی باقی نہ وقعت مال کی

پھر چمن میں آگیا ہے قافلہ پھولوں کا آج
پھر خدا نے چُن لیا ہے ایدہ اللہ قافلہ پھولوں کا تاج

مل گیا ہم کو مسیحا سے کمالِ آگہی
پالئے ہم نے نعیم ایمان و فقر و عاشقی

نعتِ رسُولِ صلّی اللہ علیہ وسلّم

(محترم جناب مولوی نسیم سیفی صاحب)

رُوح کا ہر لمحہ، مرہونِ کرم — رونقِ کون و مکاں، نقشِ قدم
قلبِ صافی میں جھلک انوار کی — تیری یادوں سے مزیّن چشمِ نم
لالہ و گل سے بہاروں کا وجود — زندگی، تیری مسیحائی کا دم
ہر کس و ناکس کو تیرا التفات — سلسبیل و کوثرِ خُلدِ ارم
جنّ و انساں کو ملا تجھ سے شرف — تو نے رکھّا آدمیت کا بھرم
اہلِ ایماں ہیں قطار اندر قطار — اُڑ رہا ہے تیری عظمت کا عَلَم
تیری ہر اک بات ہے شہد و شکر — ہر اشارہ رہبرِ راہِ صنم
ہر زبانِ شُکر ہے محوِ درُود — ہر گھڑی، لحظہ بہ لحظہ، دم بدم
پا کے حق سے مُرتبۂ خیرِ رُسل — تو نے ہم کو کر دیا خیرِ اُمم
بس گیا دل میں ترا دینِ متیں — ہے غمِ عقبےٰ نہ اب دنیا کا غم
خوب فرمایا مسیحِ پاک نے — "ہر کہ در راہِ محمّدؐ زد قدم"

"شد مثیلِ انبیاءِ آں محترم"

تضمینِ حقائق

(محترم جناب چودھری شبیر احمد صاحب بی اے)

ع ہر دم از کاخِ عالم آواز ایست ✤ کہ بکیش بانی و بنا ساز ایست

(کلام امام الزمانؑ)

جہاں تک میرا علم ہے تضمینِ حقائق کے نام سے شعر و شاعری کی کوئی صنف معروف نہیں لیکن اصطلاح قائم کرنے کا حق ہر ایک کو حاصل ہے۔ سو اس حق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں اپنی مندرجہ ذیل نظم کا عنوان تضمینِ حقائق رکھتا ہوں۔ غرض اس سے یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا فارسی شعر میں جس قدر حقائق مضمر ہیں۔ ان میں سے بعض حقائق جو ناچیز کے ذہن میں آسکے ہیں وہ منظوم صورت میں جمع کرنے کی کوشش کی جائے اور اس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پاکیزہ کلام میں جو حسن اور وسعت ہے فارسی نہ جاننے والے احباب بھی اس سے مستفیض ہو سکیں۔
واللہ الموفق ——— (خاکسار شبیر احمد)

کون و مکاں سے آتی ہے ہر دم یہی صدا
صانع ضرور کوئی ہے اِس کائنات کا

معمار کے وجود پہ تعمیر ہے دلیل
بنیاد ہی بتاتی ہے بانی کا مرتبہ

لیل و نہار اور مہ و سال کا نظام
کرتا ہے ہم کو قادرِ مطلق سے آشنا

اِک ذرۂ حقیر سے تا نیّرِ فلک
ہوتی ہے ایک ذات پہ ہر شے کی انتہا

بادل کی گھن گرج ہو یا نغمہ نسیم کا
تسبیح کا طریق ہے گویا جُدا جُدا

شادابیٔ چمن سے عیاں ہے کسی کا ہاتھ
اُس کا جمال و حسن ہے اِک عکس یار کا

کشتی کو پانیوں میں رواں دیکھ کر میاں
کہتی ہے اس کو کوئی چلاتا ہے ناخدا

کب تک رہے گا ضد و تعصب میں فلسفی
ہر سمت ہیں شواہد خلّاقِ دوسرا

شبّیر پُر ہے نورِ بصیرت سے جس کا دل
حاصل ہے اُس کو لذّتِ دیدارِ دلربا

نقوشِ نو!

(محترم جناب چودھری عبدالسلام صاحب ایم۔اے)

فضائے شب میں دلِ زار کی پکار بھی ہم
مگر نویدِ عطاہائے کردگار بھی ہم
ہمیں سے عظمتِ تابانیٔ حیات مگر
رہِ حیات میں آلودۂ غبار بھی ہم
ہمیں سے لالہ و گل پر فروغِ رنگ و نمود
مگر ریاضِ گل و بو میں خاکسار بھی ہم
ہمیں سے اہلِ وطن کو عناد و بُغض و حسد
اگرچہ اہلِ وطن کے ہیں رستگار بھی ہم
ہمیں قتیلِ ستم ہائے بادِ دَورِ خزاں
مگر چمن پہ اُمڈتی ہوئی بہار بھی ہم
ہمارے دم سے اُمیدِ فراخیٔ حالات
اگرچہ تلخیٔ حالات کا شکار بھی ہم
ہیں مثلِ خاکِ فرومایہ تیرے در پہ اسیر
اگرچہ دیدہ و دل کے ہیں تاجدار بھی ہم
خدا گواہ! اسی عجز پر غرور ہمیں!
کہ تیری راہ میں ہیں شمعِ رہگذار بھی ہم

شَانُ الْقُرْآن

(جناب مولوی محمّد عثمان صدّیقی صاحب ایم - اے)

كِتَابُ اللّٰهِ فِي الْعِزِّ فَانٍ بَحْرٌ   وَلَمْ يُسْبَرْ لِهٰذَا الْبَحْرِ قَعْرٌ
وَكَانَ قَبْلَهُ لِلْغَيِّ لَيْلٌ   مَتَى الْقُرْآنُ جَاءَ طَلَعَ فَجْرٌ
بِهِ انْجَلَتِ الدُّجٰى وَالنُّورُ لَمَعَ   فَفِي ظُلَمِ الْغَوَى الْقُرْآنُ بَدْرٌ
تَقِرُّ مِنْ تِلَاوَتِهِ الْعُيُونُ   وَيَنْشَرِحُ بِهِ قَلْبٌ وَصَدْرٌ
عَنِ الْفَحْشَاءِ فِيهِ جَاءَ نَهْيٌ   وَبِالْخَيْرَاتِ وَالْحَسَنَاتِ أَمْرٌ
عَلَى عَمَلِ الْمَكَارِمِ فِيهِ حَثٌّ   وَعَنْ كُلِّ الْمَحَارِمِ فِيهِ زَجْرٌ
وَمَا لِحَقَائِقِ الْقُرْآنِ حَدٌّ   وَمَا لِمَعَارِفِ الْقُرْآنِ حَصْرٌ
وَمِنْ بَيْنِ الصَّحَائِفِ فِي كَمَالٍ   لَنَا حَقًّا بِالْقُرْآنِ فَخْرٌ
لِكُلِّ سَعَادَةٍ وَلِكُلِّ فَضْلٍ   وَإِنْعَامٍ وَخَيْرٍ فِيهِ وَفْرٌ
بِنَفْخَةِ صُورِهِ الْكُفَّارُ نُشِرُوا   وَلِلْمَوْتَى هُنَالِكَ كَانَ حَشْرٌ
فَلَمْ يَكُ فِي الْعَوَالِمِ قَبْلَ هٰذَا   وَلَمْ يَكُ مِثْلُهُ مِنْ بَعْدُ نَشْرٌ
قَرَأْنَا صَحَائِفَ الْأَدْيَانِ لٰكِنْ   كَمَا هُوَ فِي الْبَلَاغَةِ لَيْسَ سِفْرٌ
بَيَانٌ مِثْلُهُ فِي الْحُسْنِ أَنّٰى ؟   وَمِثْلُهُ فِي الْفَصَاحَةِ لَيْسَ نَثْرٌ
فَمِنْ حَيْثُ الْمَطَالِبِ وَالْمَعَانِي   لِآيَاتٍ لَهُ ، بَطْنٌ وَّظَهْرٌ
لِقُرْآنٍ عَلَى صُحُفٍ سِوَاهُ   لِعَظَمَةِ شَأْنِهِ شَرَفٌ وَّقَدْرٌ
بِهِ الْأَصْنَامُ قَدْ زَهَقَتْ فَأَنّٰى ؟   مَنَاتٌ أَوْ فَلَاتٌ أَوْ فَنَسْرٌ

فَشُكْرًا ثُمَّ شُكْرًا ثُمَّ حَمْدًا
مِنَ اللّٰهِ إِلَيْنَا جَاءَ ذِكْرٌ

سوالات اور ان کے جواب

(۱) **سوال** ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض سچے خواب بدعمل لوگوں کو بھی آسکتے ہیں۔ وضاحت مطلوب ہے کہ پھر نیک لوگوں اور بدعمل لوگوں کے خوابوں میں تمیز کیسے کی جائے گی ؟

الجواب ۔ قرآن مجید نے بعض بدعمل لوگوں کے سچے خوابوں کا اور ان کی تعبیروں کا ذکر فرمایا ہے۔ سورہ یوسف میں **فرعون مصر** کے خواب کا ذکر ہے پھر ان دو قیدیوں کے خوابوں کا بھی ذکر ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قیدخانہ میں تھے۔ ایک اپنے آقا کو شراب پلانے پر مقرر تھا۔ دوسرا نانبائی تھا۔

باقی رہا یہ سوال کہ ایسے لوگوں اور صالح و برگزیدہ لوگوں کے خوابوں میں مابہ الامتیاز کیا ہوگا۔ سو اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چار امور بیان فرمائے ہیں۔ ان امور اربعہ سے بخوبی تمیز ہو جاتی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:

”وہ امور جو خاص طور کے غیب ہیں وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں۔ وہ عام لوگوں کی خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ اکثر ان کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا ہے مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات اکثر مکدر اور مشتبہ ہوتے ہیں اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ عام لوگوں کی نسبت اس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے۔ تیسرے ان سے ایسے **عظیم الشان نشان** ظاہر ہوتے ہیں کہ کوئی دوسرا شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ چوتھے ان نشانوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار ان میں نمودار ہوتے ہیں اور صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ ان نشانوں کے ذریعہ سے ان مقبولوں کی عزت اور قربت کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور ان کی وجاہت دلوں میں بٹھانا چاہتا ہے مگر جن کا خدا سے کامل تعلق نہیں ان میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۶-۶۷)

(۲) سوال۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں عمرِ دنیا میں سے کتنے سال باقی ہیں ؟

الجواب۔ سالوں کی معین تعداد بتانا مشکل ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانہ کو موجودہ دنیا کے ہفتم ہزار کا آغاز قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے اس دَور کے کم و بیش ایک ہزار سال باقی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے چشمۂ معرفت میں مخلوقات کی **قدامت نوعی** کا ذکر فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے دنیا کے مختلف ادوار ہیں۔ کبھی نیا دَور کامل فناء کے بعد شروع ہوتا ہے اور کبھی جزوی فناء کے بعد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ کہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں اور اس کی مخلوقات کو صرف وہی جانتا ہے۔

(۳) سوال۔ آیات هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ○ فَلَمَّاۤ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِیْمَاۤ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ (الاعراف ع ۲۴) میں نفس واحدۃ سے کون مراد ہے ؟ کیا یہ نفس واحدہ نبی تھے یا غیر نبی ؟ کیا جعلا لہٗ شرکاء سے مراد خالص شرک ہے ؟

(فیروز شاہ گیلانی ضلع پشاور)

الجواب۔ ان آیات میں تخلیق انسانیت کا تذکرہ ہے پہلے مرد و عورت کی فطرت کے یکساں ہونے کا بیان ہے اور پھر عام مشرکین کے غلط انداز کی تردید کی گئی ہے۔ نفس واحدہ سے مراد وہ فطرت اور وہ جذبات و احساسات ہیں جو تمام انسانوں میں مشترکہ طور پر پائے جاتے ہیں۔ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا میں یہ بتایا گیا ہے کہ بیویوں میں بھی وہی جذبات و احساسات اور فطرتِ صحیحہ موجود ہے جو خاوندوں میں ہے اسلئے صحیح عقیدۂ توحید کو قائم کرنے کی ذمہ واری دونوں پر یکساں ہے۔

آگے مشرکین کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ اپنی فطرتوں کو مسخ کر لیتے ہیں۔ پہلے تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں کہ ہمیں نیک اور قابل اولاد دی جائے مگر جب اللہ تعالیٰ بچہ عطا فرماتا ہے تو اس عہدِ توحید پر قائم نہیں رہتے بلکہ اس بارے میں شرک اختیار کر لیتے ہیں اور مختلف شریکوں کی طرف نسبتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ فلاں دیوی دیوتا کی برکت سے یہ بچہ ہوا ہے کبھی اعلان کرتے ہیں کہ فلاں پیر نے یہ بیٹا عطا کیا ہے قولی نسبتوں کے علاوہ عملی طور پر بچوں کو خدائے واحد کا بندہ بنانے کی بجائے انہیں شرک و بت پرستی کے پھیلانے کا موجب بنا دیتے ہیں۔

اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ نفس واحدہ کے نبی یا غیر نبی ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ میں شرک حقیقی ہی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آخر میں فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ کہہ کر واضح فرما دیا کہ یہاں پر عام مشرکوں کا ذکر ہے۔ یہاں مشرک میاں بیوی کی حالت کا ہی بیان ہے آدمؑ و حوّا کا ذکر نہیں جیسا کہ

مودودی صاحب کی کتاب کی دو عبارتیں

ماہنامہ الفرقان جولائی ۱۹۷۶ء کے شذرات میں ص۱۱ پر تحریف کی ایک بُری مثال کے طور پر جناب مودودی صاحب کی کتاب "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش جلد ۳" میں ایک تبدیلی کو پیش کیا گیا تھا۔

(۱)

مودودی صاحب نے یہ کتاب پہلی دفعہ قیام پاکستان سے پہلے دارالاسلام جمالپور پٹھانکوٹ سے شائع کی۔ اس کے ص۳۷ پر یہ عبارت موجود ہے کہ:-

"افسوس کہ لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو۔ اور معاملات کو اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنی و مفہوم اور اس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے۔"

(کتاب مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش جلد ۳ ص۳۷ سائز کلاں شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی پٹھانکوٹ)

(۲)

یہی کتاب پاکستان میں ۱۹۵۵ء میں مکتبہ جماعت اسلامی اچھرہ لاہور نے چھوٹے سائز پر شائع کی اور دعویٰ یہ کیا گیا کہ اسے بغیر کسی ردّ و بدل کے "جوں کا توں" شائع کیا جا رہا ہے۔ اس میں یہ عبارت یوں بدل دی گئی ہے:-

"افسوس کہ لیگ کے بڑے لیڈروں سے لیکر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنی و مفہوم اور اس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے۔"

(مسلمان اور سیاسی کشمکش جلد ۳ ص۲۵ چھوٹا سائز شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی اچھرہ لاہور)

الفرقان میں ہمارے شذرہ (جولائی ۱۹۷۶ء) پر کراچی سے مکرم محمد یاسین صاحب احمدی نے اب تحریر فرمایا ہے کہ ان کے ایک بھانجے نے جو اسلامی جماعت کے سرگرم رکن ہیں بڑے زور سے کہا ہے کہ مولانا

مودودی نے ایسا ہرگز نہیں لکھا۔ آپ دنیا کا کونہ کونہ چھان ماریں آپ یہ عبارت ہرگز نہ دکھا سکیں گے۔"

ہم نے محترم محمد یاسین صاحب کو بذریعہ خط اسی وقت اطلاع کر دی تھی کہ ہر دو مطبوعہ عبارتیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ دونوں کتابیں طبع شدہ ہیں اور جماعت اسلامی کی طرف سے شائع شدہ ہیں۔ اب ہم ان کی خواہش کے مطابق پھر یہ اقتباس درج کر کے اعلان کرتے ہیں کہ حوالے بالکل درست ہیں۔ کتابیں موجود ہیں۔ اگر کسی اور جگہ نہ مل سکیں تو شوق سے ہمارے پاس آکر دیکھ سکتے ہیں۔

یوں تو مودودی صاحب کا یہ سارا بیان اور پاکستان کے قیام کی مخالفت میں ان کا سارا موقف ہی نادرست تھا۔ اب اگر وہ اس وقت مصلحتاً اس عبارت میں **"قائد اعظم"** کے لفظ کی بجائے **"بڑے لیڈر ول"** کا لفظ تبدیل کرنا چاہتے تھے تو انہیں اخلاقی جرأت سے کام لے کر علی الاعلان ایسا کرنا چاہیئے تھا +

اے جوانانِ وطن!

(جناب راجہ نذیر احمد صاحب ظفر)

بیدار جوانی ہے تو ہر درد کا درماں
خفتہ ہے تو خود باعثِ آزار جوانی

بیدار جوانی ہے تو قوموں کی مسیحا
خفتہ ہے تو خود جان سے بیزار جوانی

گہ غفلت و مستی میں ہے اک خواب کا عالم
گہ باعثِ رنگینیٔ افکار جوانی

گہ ذوقِ عمل اس کی نحوست سے ہے مُردہ
گہ بادۂ کردار سے سرشار جوانی

گہ پائے بُتِ ناز کی روندی ہوئی دنیا
گہ قوت و جبروت کا اظہار جوانی

گہ خودکشی و تیشۂ فرہاد کا قصہ
گہ طارق و محمود کی تلوار جوانی

گہ زور میں ہے دہر کی ہر قید سے باہر
گہ زلف کے پیچوں میں گرفتار جوانی

گہ عفت و عصمت میں ہے یوسفؑ کا نمونہ
گہ جنس مذلت کی خریدار جوانی

میدانِ وغا عشق و وفا جور و جفا میں
کرتی ہے بپا حشر کے آثار جوانی

جبریل امیں لیتے ہیں بڑھ بڑھ کے بلائیں
گر گر کے سنبھلتی ہے جو ہر بار جوانی

یارانِ ظفر ملتِ احمدؐ کے جوانو!
یا حمزہؓ ہو یا حیدرؓ کرار جوانی

میدانِ تبلیغ میں میرے چند سال

(محترم جناب بشیر احمد صاحب رفیق سابق امام مسجد لندن)

۱۸ر فروری ۱۹۵۹ء کو صبح دس بجے کے قریب ہمارا جہاز Calidonia انگلستان کے ساحل لیورپول پر لنگر انداز ہوا اور مَیں نے میدانِ تبلیغ میں پہلا قدم رکھا۔ لورپول سے لندن قریباً ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ گاڑی میں سوار ہوا تو لندن تک خیالات و جذبات کا ایک ریلہ دماغ پر حاوی رہا۔ میدانِ تبلیغ کی وسعت اور اپنی کم مائیگی کے احساس نے دل و دماغ کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی طرف موڑ دیا۔ آج مَیں اُس ملک کے عوام میں تبلیغ اسلام کے لئے جا رہا تھا جنہوں نے مادی طور پر قریباً ایک صدی تک دنیا بھر پر حکومت کی تھی۔ جو آج بھی باوجود مادی اور روحانی تنزّل کے اپنے آپکو دنیا میں سب سے عظیم سمجھتی ہے۔ جہاں مال و دولت کی فراوانی ہے اور جہاں سے عیسائیت کے مشنری دنیا بھر میں بھیجے جاتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متّبعین اور آپکے خلفاء کے بھیجے ہوئے مبلّغین پر اللہ تعالیٰ رعبِ دجّال طاری ہونے نہیں دیتا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب استغناء کی لازوال دولت سے مالا مال کر رکھا ہے۔ خیالات کا ریلہ مجھے چودہ سَو سال قبل کے زمانہ میں لے گیا اور مَیں نے تصوّر کی آنکھوں سے وہ نظارہ دیکھا جب صحابہ کرامؓ کئی دن کے فاقہ زدہ تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قیصر و کسریٰ کے ممالک کے فتح کئے جانیکی بشارت دی تھی۔ اسوقت کے حالات عین آج کے مطابق ہیں۔ اسوقت بھی ایک طرف دنیاوی جاہ و جلال اور دولت و حشمت کی فراوانی تھی اور دوسری طرف تنگدستی اور کم مائیگی لیکن اُس تنگدستی کے ساتھ تائیداتِ سماوی کی بشارات تھیں۔ آج بھی وہی کیفیت ہے۔ ایک طرف دجّالی قوتیں پورے زوروں پر ہیں۔ مال و دولت، وسائل و ذرائع، جاہ و جلال سب ان کے حصّہ میں آیا ہے لیکن روحانی رفعت، تعلق باللہ اور تائیداتِ سماوی ہم احمدی مسلمانوں کے حصّہ میں آئی ہیں اور فتح ہمیشہ خدا تعالیٰ کی جماعت کو ہی ملتی ہے۔

مَیں انہی خیالات میں مگن تھا کہ لندن کا یوسٹن اسٹیشن آ گیا جہاں چند احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔ وہاں سے مشن ہاؤس پہنچے اور جاتے ہی کفر گڑھ کے مرکز لندن میں پہلی تعمیر کی جانے والی مسجد میں دو رکعت نفل پڑھے۔ اس وقت بھی دل کی عجیب حالت تھی۔ یہ وہ مسجد ہے جو احمدی خواتین کی عظیم قربانیوں کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ اس مسجد سے پچھلی نصف صدی میں لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر بانٹا گیا۔ ہزاروں افراد نے اس کے ذریعہ حق کو شناخت کیا اور عیسائیت کو چھوڑ کر دامنِ اسلام میں پناہ لی۔

انگلستان میں مجھے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے بارہ سال خدمتِ دین کی توفیق ملی فالحمد للہ۔ اس عرصہ میں کئی نئے تجارب بھی ہوئے۔ کئی وقتی ناکامیوں

کا بھی منہ دیکھنا پڑا اور بے شمار افضالِ خداوندی کو بھی اپنی آنکھوں سے اُترتے دیکھا تا ئیداتِ سماوی کا مشاہدہ بھی کیا۔ اس دور کے چند واقعات و تجربات ایسے ہیں جو دل و دماغ پر نقش ہو چکے ہیں اور جن کا تذکرہ میں یہاں کرنا چاہتا ہوں تا میدانِ تبلیغ میں جانیوالے نئے مجاہدین بھی اس سے کچھ فائدہ اٹھا سکیں۔

ایک مرتبہ چند احباب کو لیکر میں انگلستان کے ساحلِ سمندر پر آباد خوبصورت شہر برائٹن گیا۔ دن خوب گرم تھا۔ دھوپ چمک رہی تھی۔ انگلستان میں جہاں مہینوں سورج نظر نہیں آتا ایسا دن بہت ہی اچھا سمجھا جاتا ہے۔ اور جونہی ایسا دن نکلے لوگ ساحلِ سمندر کی طرف لاکھوں کی تعداد میں نکل کھڑے ہوتے ہیں اور ہر ساحلی شہر میں میلہ کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

ہم نے دو اڑھائی ہزار اشتہار لیکر ساحل پر بانٹنے شروع کئے۔ یہ میرا اشتہار بانٹنے کا پہلا تجربہ تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ لوگ یا تو اشتہار لیتے ہی نہیں اور یا بد دلی سے لے بھی لیں تو پھینک دیتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد ایک بوڑھا انگریز ملا جو ہندوستان میں کافی عرصہ رہ کر آیا تھا اس سے ذرا بے تکلفی ہوئی تو میں نے اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ لوگوں کو یہاں مذہب میں کوئی دلچسپی نہیں ہے تبھی تو ہمارے اشتہارات کو یونہی ضائع کر دیتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں یہ بات نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر بات کا ایک وقت ہوتا ہے۔ بے وقت کی چیز بے قدر ہو جاتی ہے۔ انگریز قوم کے افراد ساحلِ سمندر پر تفریح کے لئے آتے ہیں۔ وہ Relaxing mood میں ہوتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ ایسے mood میں مذہب جیسے سنجیدہ موضوع پر گفتگو کریں یا سنجیدہ لٹریچر پڑھیں۔ پھر کہا:۔

My deer, there is a
time and place
for everything.

اس سے مجھے تبلیغی زندگی کا ایک اہم سبق ملا کہ ہر بات اپنے موقع و محل کے مطابق ہونی چاہیئے۔ بے موقع بات کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ نہ ہی بے موقع تبلیغ موثر ہو سکتی ہے۔

ایک مرتبہ میں مشن ہاؤس میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک انگریز آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے مذہبِ اسلام کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے بغیر اس سے کچھ پوچھے اس کو تبلیغ شروع کر دی اور وفاتِ مسیح ثابت کرنے پر پورا زور لگا دیا اور قریباً آدھ گھنٹہ تک اس کو وفاتِ مسیح از رُوئے بائیبل کے دلائل دیتا رہا۔ وہ خاموشی سے سنتا رہا اور کچھ بھی سوال وغیرہ نہ کیا۔ جب میں اپنی بات ختم کر چکا تو بڑے آرام سے اُس نے کہا کہ میں تو یہ بھی نہیں مانتا کہ حضرت عیسیٰ نامی کوئی شخص گزرا ہے، مجھے ان کی وفات میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے میں تو دہریہ ہوں۔ اس بات نے مجھے بہت شرمندہ کیا کہ میں نے کیوں نہ اس سے پہلے اس کے عقائد پوچھ لئے۔

اس واقعہ نے مجھے یہ سبق دیا کہ زیرِ تبلیغ فرد کی مثال مریض کی سی ہے اور مبلغ کی مثال طبیب کی۔

طبیب کا فرض ہے کہ دوا یا نسخہ تجویز کرنے سے قبل مریض سے بالتفصیل اس کے مرض کے بارے میں دریافت کرلے تاکہ صحیح نسخہ تجویز کرسکے۔ اب اگر میں پہلے اس انگریز سے اس کے عقائد کے بارے میں دریافت کرلیتا تو ایک تو ہم دونوں کا وقت ضائع نہ ہوتا اور مجھے اس کو تبلیغ کرنے کے لئے صحیح رنگ میں بات کرنے کا موقع بھی مل جاتا۔

تبلیغی زندگی میں اہم ترین بات دعاؤں میں شغف ہے۔ دعاؤں کے بغیر ہرگز کوئی کامیابی نہیں ہوسکتی۔ دلوں کا کھولنا اور وقت پر جواب سُجھانا محض دعاؤں کے ذریعہ ہی ممکن ہوسکتا ہے۔ وگرنہ انسان خواہ لاکھ منطقی بات کر رہا ہو اور کلام میں کتنی بھی فصاحت اس کو حاصل ہو دوسرے انسان کا دل اپنی طرف راغب نہیں کرسکتا اور نہ ہی اسکو قائل کرسکتا ہے۔ دعاؤں کے نتیجہ میں غیر معمولی کامیابی کے کئی واقعات ایسے ہیں جو میدانِ جہاد میں اللہ تعالیٰ نے دکھائے اس وقت میں صرف دو واقعات کے ذکر کرنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

سنہ ۱۹۶۰ء میں مجھے P.I.A کمپنی نے مفت لندن تا کراچی کا واپسی ٹکٹ دیا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ایک ماہ کے لئے پاکستان آیا۔ حضور مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمتِ بابرکت میں چند مرتبہ حاضر ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ حضور رضی اللہ عنہ نے انگلستان میں ہماری تبلیغ کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہمیں اپنی توجہ فوراً برائٹن کی طرف کرنی چاہیئے۔ برائٹن لندن سے قریباً ۶۵ میل کے فاصلہ پر واقع ساحلی شہر ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ ۱۹۲۴ء اور ۱۹۵۵ء میں دونوں دَورہ ہائے انگلستان کے دَوران برائٹن بھی تشریف لے گئے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں برائٹن کے میئر نے حضور رضی اللہ عنہ کو وہ کمرہ بھی دکھایا جہاں ملکہ الزبتھ اوّل کے دَور میں ترکی کے مسلمان جرنیل آکر ٹھہرے تھے اور جگہ جگہ دیواروں پر کلمہ طیبہ کندہ کرایا تھا۔ برائٹن اس وقت یہودی اثر سے بہت متاثر ہے۔ یہودیوں نے بے شمار ہوٹل اور ریسٹورنٹ بنا رکھے ہیں۔ واپسی پر حضور رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار برائٹن گیا اور وہاں ایک ہال کرایہ پر حاصل کرکے لوکل اخبارات میں اس مضمون کے اشتہار دیئے کہ فلاں تاریخ کو میری تقریر ہوگی ۵۰۰۰ کی تعداد میں ہینڈبل بھی ان تقاریر کے متعلق شائع کرکے گھر گھر پہنچا دیئے گئے۔

مقررہ دن ہم لندن سے آٹھ دس احمدی دوست وہاں پہنچے۔ ہال کو ٹھیک کیا اور اِس انتظار میں باہر کھڑے ہوگئے کہ لوگوں کو Receive کرسکیں۔ تقریر کے وقت میں دس منٹ رہ گئے لیکن کوئی ایک شخص بھی نہ آیا جس سے قدرتاً بہت گھبراہٹ ہوئی۔ خرچ بھی خاصا ہوچکا تھا۔ میں نے دوستوں کو تجویز پیش کی کہ وہ ہال کے اندر آجائیں اور اجتماعی طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری محنت اور خرچ کو جو ہم کرچکے ہیں ضائع ہونے سے بچالے اور اپنے فضل سے کچھ لوگ بھیج دے جن کو

ہم تبلیغ کر سکیں۔ ہم نے دس بارہ منٹ تک بڑی رقت کے ساتھ دعا کی اور پھر باہر آگئے اور جتنے لوگ بھی باہر ملے ان کو تقریر سننے کی دعوت دینی شروع کی۔ ہم نے یہ عجیب نظارہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا دیکھا کہ ہر شخص نے ہماری دعوت کو قبول کیا اور منٹوں میں ہال کھچا کھچ بھر گیا۔ اس پہلی تقریر کے دوران ہی جو میں نے ہستی باری تعالیٰ پر کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک خاتون کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ خاتون آج بھی نہایت اخلاص کے ساتھ اسلام پر ایمان رکھتی ہیں۔

ایک ایمان افروز واقعہ اس خاتون کا یہ ہے کہ جب انہوں نے بیعت کرلی تو میں نے ان کو علاوہ اور باتوں کے یہ بھی بتایا کہ اب سؤر کا گوشت نہیں کھانا اور نہ ہی شراب پینی ہے۔ چند دن بعد یہ خاتون مجھے ملیں تو کہنے لگیں کہ مجھے ایک مشکل پیش آگئی تھی اس کا جواب آپ دیں۔ میں نے پوچھا کیا مشکل پیش آگئی تھی؟ کہنے لگیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد جب میں گھر گئی تو گھر میں مرغ پکا ہوا تھا لیکن اس کے ساتھ تھوڑا سا سؤر کے گوشت کا ٹکڑا بھی پکایا گیا تھا۔ اب میں شش و پنج میں پڑگئی کہ کیا اتنی تھوڑی مقدار میں بھی سؤر کا گوشت کھانا منع ہے یا اتنے سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ میں نے پوچھا کہ پھر تم نے کیا کیا؟ کہنے لگیں کہ میں نے سوچ کر اس کو نہ کھانے کا فیصلہ کیا۔ اس خیال کے ساتھ کہ اگر امام صاحب نے مجھے بتایا کہ اتنی تھوڑی مقدار میں بھی کھانا درست نہ تھا تو مجھے گناہ تو ہو ہی جائے گا۔ لیکن اگر انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہ تھی تو آئندہ کھا لیا کروں گی۔

قبولیت دعا کا ایک دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ انگلستان کی بہائی سوسائٹی نے ایک تقریب منعقد کی جس میں ہر مذہب کے نمائندہ کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اپنے مذہب کی تعلیم "مذہبی رواداری" کے موضوع پر بیان کرے۔ اسلام کی نمائندگی کی دعوت مجھے دی گئی۔ میں نے بڑی دعا کی کہ الٰہی! اس محفل میں ہر مذہب کا نمائندہ ہوگا تو محض اپنے فضل سے اسلام کو فتح نصیب کرنا۔ اس محفل کی صدارت ایلنگ کے میئر نے کی۔ بہت لوگ جمع تھے۔ اخبارات کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ آخر میں میری تقریر تھی۔ جب میں نے تقریر ختم کی تو صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ میرا منصب یہ نہیں ہے اور نہ ہی میں چاہتا ہوں کہ تقاریر پر تبصرہ کروں لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ سب سے اچھی اور موضوع سے متعلق تقریر امام مسجد لندن نے کی ہے اور میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اگلے دن ایلنگ کے ایک اخبار نے بھی میٹنگ کی رپورٹ میں ان صدارتی ریمارکس کا ذکر کیا۔ یہ محض دعاؤں کی قبولیت کی وجہ سے ہوا ورنہ ع من آنم کہ من دانم۔

مبلغ کو اپنے اندر ایک ضروری خصوصیت یہ بھی پیدا کرنی چاہیئے کہ وہ توکل کے مقام پر ہو۔ اپنی کوشش کو انتہاء پر پہنچا کر پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔ اللہ تعالیٰ مومن کے توکل کا لحاظ رکھتا ہے۔ اور اس کو کامیابی بخشتا ہے۔

۱۹۵۹ء کے نومبر میں مَیں نے یہ ارادہ کیا کہ انگلستان سے کوئی ماہوار رسالہ نکالوں۔ یہ کام بے حد مشکل تھا۔ ایک طرف مالی مشکلات اور دوسری طرف اپنی کم علمی اور کم مائیگی۔ لیکن دعاؤں کے بعد مَیں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ جنوری ۱۹۶۰ء سے رسالہ جاری کر دیا جائے۔ مرکز نے یہ شرط عائد کر دی کہ رسالہ کو لندن مشن یا مرکز سے کسی قسم کی کوئی مالی امداد نہیں دی جائے گی۔ خاکسار نے یہ شرط قبول کر لی اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے جنوری ۱۹۶۰ء میں "دی مسلم ہیرلڈ" کے نام سے ماہوار رسالہ کا اجراء کیا۔ اخراجات پورے کرنے کے لئے ان دنوں مجھے رات کو دو دو بجے تک ہوٹلوں اور ریسٹورانوں کا طواف کرنا پڑتا تھا کہ ان سے اشتہارات حاصل کر سکوں۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ پہلے سال متواتر اتنے اشتہارات ملتے رہے کہ رسالہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ سال کے بعد مرکز نے نصف امداد دینی شروع کر دی۔ اور اب یہ رسالہ ۱۲ سال مکمل کر چکا ہے اور اپنی عمر کے تیرھویں سال میں ہے۔ ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے کمال مہربانی سے قریباً درجنوں مضامین اس کے لئے عطا فرمائے فجزاہ اللہ۔

۱۹۶۱ء میں مکرم چوہدری عبدالرحمن صاحب ایسٹ افریقہ سے ہجرت کر کے انگلستان آ گئے اور میرے ساتھ رسالہ کے جائنٹ ایڈیٹر ہو گئے اور بڑی محنت سے اس وقت سے اس رسالہ کو ترقی دینے میں لگے ہوئے ہیں +

(باقی آئندہ)

ایک خط

مکرم ایم سرخرو خان صاحب لکھتے ہیں "الفرقان رسالہ مجھے مل گیا ہے اور ایک دن بعد مولوی چراغ دین صاحب کی چٹھی بھی مجھے مل گئی تھی جس میں آپ کی ملاقات کا انہوں نے ذکر کیا تھا کہ مَیں نے مولوی صاحب سے کہہ کر تمہیں رسالہ مذکور اعزازی طور پر لگوا دیا ہے۔ مولوی چراغ دین صاحب میرے بچپن کے استاد ہیں میری نظر میں وہ بڑی واجب الاحترام شخصیت ہیں بالی جاہ! مَیں نے مختلف مذاہب کا سرسری مطالعہ کیا ہے۔ ماہنامہ الفرقان کی تعریف بعض احمدی دوستوں سے سنا کرتا تھا لیکن دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی رسالہ بے نظیر اور بے مثال ہے یہ دراصل آپ کی اعلیٰ قیادت اور ادارت کا ثمر ہے۔ بہت اچھے مسائل اور عمدہ مضامین ہیں جس طرح آپ لوگ دین اسلام کی ترقی اور مذاہب باطلہ کی سرکوبی کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ آپکو زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے! مَیں ایک غیر احمدی ہوں لیکن کسی چیز کا بغور مطالعہ کر کے ہی انسان حقیقت کی موشگافیوں کو سمجھ سکتا

ہمارا قومی تشخص ـــــ کیونکر متعیّن ہو؟

(جناب سیّد عبد المالک صاحب کراچی)

روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ نومبر ۱۹۷۱ء میں سعید وارثی صاحب کا ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان سے چھپا جس میں انہوں نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ:-

"..... منتشر اور نیم مردہ جذبات
کو ضرورت ہے اس مردِ قلندر کی
جو اُن کو یقین و وجدان سے سرشار
کر دے، جو ان کی صف بندی کرے
جو اُن دلوں میں تعمیر کردہ سومناتوں
کو مسمار کر دے، جو بھٹکے ہوئے
معصوم نوجوانوں کو اسلامی شعور
سے آگاہ کرے۔"

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان منتشر اور نیم مردہ جذبات کے لئے جس مردِ قلندر کی ضرورت ہے وہ کہاں سے ظاہر ہو؟ کیا وہ مردِ قلندر اس دنیا سے پیدا ہو؟ اسلام کے اسلاف کی تاریخ دہرانے کے لئے وہ مردِ قلندر اس سیاسی دَور کی پیداوار ہو؟ کیا وہ مردِ قلندر لینن، کارل مارکس یا ماؤ کی تحریک کے بطن سے جنم لے؟ کیا وہ مردِ قلندر کسی سیاسی اسلامی نظریات کا مرہونِ منّت ہو؟ نہیں اور کبھی نہیں۔!

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مردِ قلندر جو نہ صرف اسلام بلکہ اِس دنیا میں خدا کے روشن چہرے کو دکھانے کے لئے آتے رہے ہیں وہ اِس دنیا کی پیداوار نہیں ہوتے وہ آسمانی انسان ہوتے ہیں۔ ظاہراً وہ دنیا میں نظر آتے ہیں لیکن در اصل اُن کا تعلق آسمان سے ہوتا ہے۔ چنانچہ حالاتِ حاضرہ بتا رہے ہیں کہ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لئے جس مردِ قلندر کی ضرورت ہے وہ ایسا ہی شخص ہونا چاہیئے جو آسمانی انسان ہو جس کا تعلق اِس دنیا کے جھمیلوں سے نہ ہو جس کے پیچھے ایک نظریاتی جتھہ نہ ہو، جو کسی سیاسی یا سیاسی "اسلامی نظریات" کا حامی نہ ہو بلکہ اس کا تعلق براہِ راست آسمان سے ہو، جو آسمانی آواز سُن کر اس پر عمل کرنے والا ہو اور عمل کرانے والا ہو۔ جس نے کسی مخصوص طبقۂ فکر کی کتاب کا سبق نہ پڑھا ہو اور نہ کسی مخصوص استاد کا شاگرد رہا ہو بلکہ اُس نے خدا کی کتاب کا نہ صرف مطالعہ کیا ہو حتّٰی کہ اس کا استاد بھی خدا ہو جو اُس کو اپنی کتاب کی سمجھ عطا فرمائے۔

خوشخبری ہو دنیا کی تمام قوموں کے لئے عموماً اور مسلمان قوم کے لئے خصوصاً کہ وہ مردِ قلندر جس کو زمانہ پکار پکار کر بُلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے

کہ ضرورت ہے ایسے وجود کی، ضرورت ہے ایک ایسی ہستی کی، ضرورت ہے ایک ایسے بزرگ کی اور ضرورت ہے ایک ایسے روحانی شخص کی جو دنیا کو دَورِ حاضرہ کی مصیبتوں اور مشکلات سے نجات دلائے۔ جو مسلمانوں کے مُردہ جذبات کے اندر رُوح پھونک دے ـــــــ اُس آسمانی وجود کا نزول ہو چکا ہے جو اپنی کوششوں کو آخری حد تک پہنچا کر جا چکا ہے۔ اب اُس کا خلیفہ اُسکے کام کو سرانجام دے رہا ہے جس کی جماعت "جماعت احمدیہ" ہے۔

آئیے اس جماعت کا ساتھ دیجئے جو کسی سیاسی، سیاسی اسلامی یا کسی مخصوص طبقۂ فکر کی حامی نہیں۔ جس کا وجود صرف اسلامی رُوح کو اس دنیا میں دوبارہ قائم کرنا ہے۔ آئیے اس جماعت کا ساتھ دیجئے تا اسلام کی ترقی میں آپ کا وجود بھی شامل ہو اور آسمان پر آپ کا نام بھی لکھا جائے۔ اور آپ بھی خدا کے اُن انعامات کے وارث ہوں جن کا اُس نے وعدہ کیا ہے لیکن اس سے بڑا اَور کیا انعام ہوگا کہ اُس کی رضا حاصل ہو جائے۔ لیکن اگر آپ کے دل اس جماعت کے بارے میں اور اس جماعت کے خلیفہ کے بارے میں مطمئن نہ ہوں تو پھر تلاش کریں وہ ہستی، وہ طبقۂ فکر، جو انسان کو دنیا میں آج کی پیدا شدہ مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات دلائے، اور تلاش کریں اس کو جنگل و بیابان میں، دریاؤں میں، سمندروں میں، اور زمین و آسمان میں، جو قرآنی معیار کی کسوٹی پر پُورا اُترے۔ اور یہ فرض ہے ہر اُس شخص کا جو چاہتا ہے کہ انسان کو اُن طوق و سلاسل سے نجات دلائی جائے جس نے اُن کی گردنوں میں خم پیدا کر دیا ہے اور یہ فرض ہے ہر اُس شخص کا جو یہ سمجھتا ہے کہ اُس کو اسلام سے ہمدردی ہے اور اُس کا وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے کے لئے تیار ہے ؛

مبلّغین اسلام کے لئے ایک ضروری بات

عزیزم مکرم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق نے اپنے مضمون میں مبلّغ کے لئے دعا اور توکّل کو لازمی قرار دیا ہے۔ میرا ذاتی تجربہ بھی یہی ہے کہ جو مبلّغ دعاؤں پر زور دیتے ہیں اور اپنی جد و جہد کی بنیاد توکّل پر رکھتے ہیں وہی کامیاب ہوتے ہیں۔ مناظرات کی حیثیت جنگ کی ہوتی ہے معلوم نہیں ہوتا کہ مخالف مناظر کیا اعتراض کریگا اور پھر مؤثر اور مفید جواب دیا جا سکے گا یا نہیں۔ اسلئے اسلامی مناظر کا **اوّلین فرض** ہوتا ہے کہ سب سے پہلے رات کی گھڑیوں میں اور دن کی تنہائیوں میں آستانۂ الوہیت پر خاص طور پر گڑگڑا کر دعا کرے اور اپنے رب سے کہے ؎

میرے سقم و عیب سے اب کیجئے قطع نظر
تا نہ خوش ہو دشمنِ دیں جس پہ ہے لعنت کی مار

یہ ایک تجربہ شدہ حقیقت ہے کہ ایسا کرنے والے مبلّغ و مناظر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت پاتے ہیں (ابو العطاء)

میرے ایک مجاہد بیٹے کا دُعائیہ مکتوب

عزیزم محترم مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے مبلغ انگلستان کے خط کا اقتباس

میرے نہایت پیارے ابا جان دام ظلکم　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ابھی ابھی الفرقان کا تازہ شمارہ ملا ہے جس میں آپ نے اپنی بیماری کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ یہ سارا مضمون پڑھ کر بے اختیار خط لکھنے بیٹھ گیا ہوں۔ اس مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص الخاص فضل سے آپ کی شدید بیماری میں صحت و عافیت کی صورت پیدا کی اور غیب سے اس غرض سے سب انتظامات بھی ہوتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان کہ اس نے آپ کو صحت عطا کی ہے۔

پیارے ابا جان! اس مضمون کو پڑھتے ہوئے دل کی عجیب حالت رہی۔ ایک طرف آپ کی بیماری کے حالات سے دل میں فکر پیدا ہوتا رہا اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احبابِ جماعت کی محبت کا ذکر پڑھ کر دل شکر کے جذبات سے لبریز ہوتا رہا اور آنکھیں بار بار پُرنم ہو گئیں، کبھی دُعا کے رنگ میں اور کبھی شکر کے اظہار کے طور پر۔ مضمون کے ایک فقرہ پر کہ جب حضور نے فرمایا کہ شاید بھائی جان کو باقی بھائیوں کی نسبت زیادہ خدمت کا موقع مل جائے ——— دل میں آپ سے دُوری اور جُدائی کا ایک شدید احساس ہوا اور اس محرومی کا احساس بڑی شدت کے ساتھ دل میں پیدا ہوا کہ آپ کی اس شدید بیماری میں مَیں دُوری کی وجہ سے کوئی بھی خدمت نہ کر سکا۔ اس احساسِ محرومی کے ساتھ یہی بات تسلّی کا موجب ہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کی خاطر غریب الدیار ہوں، وطن سے دُور ہوں اور اپنے پیارے والدین، بیوی بچوں اور بہن بھائیوں سے ہزاروں میل دُور بیٹھا ہوں۔ خدا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس پردیس کی قربانی کو قبول کرے اور اس جدائی کا ثواب اس رنگ میں دے کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے مجھ سے خوش ہو جائے اپنی محبت و الفت سے میرے گنہگار دل کو پُر کر دے اور ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

آج جُدائی کا احساس پھر سے اور نہایت شدت سے تازہ ہوا ہے اسے بڑی ہی محبت و عاجزی اور درد سے پیاری امی جان اور آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی دعاؤں میں اس پردیسی بیٹے کو خاص طور پر یاد رکھیں تا اللہ تعالیٰ مجھے اُن سب توقعات کو پورا کرنے کی توفیق دے جو حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے اور آپ سب نے مجھے روانہ کرتے ہوئے کی تھیں۔ مَیں اپنی کمزوریوں اور خطاؤں کی وجہ سے ان کا اہل نہیں پاتا اور نہ ہی مجھ میں کوئی خوبی ہے ہاں دعاؤں کی برکت سے ایک مُشتِ خاک بھی سونا بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہو تو بیکار چیز بھی کارآمد بن جاتی ہے۔ بس دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہی اپنے فضل سے مجھے خدمتِ دین کے قابل بنا دے اور مقبول خدمتِ دین کی توفیق دے آمین۔

دعاؤں کا بے حد محتاج
عطاء المجیب راشد　　　۱۹ ۷۱

ماہنامہ الفرقان کے پنجسالہ مُعاونین خاص

پانچ سال کی خریداری کے لئے جو دوست ابھی تک چالیس روپے جمع فرما کر رسالہ کے معاونین میں شامل ہوتے ہیں اُن کے نام شکریہ کے ساتھ دعا کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء (مینجر)

لاہور

۱۔ ملک عبدالحمید صاحب سنکوہی
۲۔ چوہدری محمد نذیر صاحب
۳۔ ملک منور احمد صاحب جاوید
۴۔ ملک رشید الدین صاحب اکبر
۵۔ خواجہ محمد شریف صاحب
۶۔ چوہدری عبدالحمید خان صاحب
۷۔ چوہدری اسد اللہ خان صاحب
امیر جماعت
۸۔ عبدالغنی صاحب قریشی
۹۔ ڈاکٹر احسان علی صاحب
۱۰۔ لیفٹیننٹ کرنل بی ایم اقبال صاحب
۱۱۔ چوہدری نصیر احمد صاحب
۱۲۔ محمد ضیاء الحق صاحب
۱۳۔ میجر محمد عبداللہ صاحب مہار
۱۴۔ عبدالعزیز صاحب بھٹی۔
۱۵۔ ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب
۱۶۔ چوہدری محمد عثمان صاحب

کراچی

۱۷۔ کلیم اللہ خان صاحب
۱۸۔ سید ناصر احمد ارتضیٰ صاحب
۱۹۔ مرزا محمد شریف صاحب چغتائی
۲۰۔ محترمہ انور سلطانہ صاحبہ
۲۱۔ عبدالرحیم صاحب مدہوش رحمانی
۲۲۔ ملک منیر احمد صاحب
۲۳۔ بیگم چوہدری ناصر احمد صاحب
۲۴۔ عبدالمجید صاحب
۲۵۔ چوہدری نذیر احمد صاحب
۲۶۔ چوہدری عطاء اللہ صاحب
۲۷۔ کیپٹن سید افتخار حسین شاہ صاحب

کوئٹہ و قلات

۲۸۔ جاوید کوآئی کمپنی
۲۹۔ شیخ محمد حنیف صاحب
امیر جماعت
۳۰۔ چوہدری محمود احمد صاحب
۳۱۔ الحاج خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب
۳۲۔ میاں بشیر احمد صاحب ایم اے
۳۳۔ حاجی فیض الحق خان صاحب
۳۴۔ چوہدری نثار احمد صاحب۔ قلات
۳۵۔ مرزا مقصود احمد صاحب خضدار
۳۶۔ خان محمد رشید احمد خان صاحب
۳۷۔ خان ضیاء الحق خان صاحب
۳۸۔ عبدالرشید عبدالمنان صاحب
۳۹۔ مرزا منور بیگ صاحب برلاس
۴۰۔ میجر ایم سلیم صاحب ناصر
۴۱۔ ضیاء الحق خان صاحب
۴۲۔ سید قربان حسین شاہ صاحب

گجرات

۴۳۔ لیفٹیننٹ کرنل ایم۔ اے صدیق اکبر صاحب۔
۴۴۔ صوبیدار عزیز الدین صاحب
۴۵۔ چوہدری رحمت اللہ صاحب ایم اے
۴۶۔ سید مصدق احمد شاہ صاحب
۴۷۔ سید اظہر حسین شاہ صاحب
۴۸۔ صوبیدار ملک اللہ دتہ صاحب

پشاور

۴۹۔ ملک خلیل احمد صاحب اختر شاہد۔
۵۰۔ چوہدری احسان اللہ صاحب
۵۱۔ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب
۵۲۔ سکواڈرن لیڈر محمود احمد صاحب باجوہ
۵۳۔ محترمہ بیگم صاحبہ ونگ کمانڈر ایس۔ ایم لطیف صاحب

راولپنڈی

۵۴۔ خواجہ محمد عبدالغنی صاحب
۵۵۔ ملک وزیر حسن صاحب

سیالکوٹ

۵۶۔ حاجی محمد یعقوب صاحب
۵۷۔ حکیم سید بیر احمد شاہ صاحب

شیخوپورہ

۵۸۔ ایس ایم۔ ایس جنجوعہ صاحب
۵۹۔ رشید احمد صاحب بھٹی
۶۰۔ چوہدری محمد طفیل صاحب

لائل پور

۶۱۔ چوہدری عصمت اللہ صاحب
۶۲۔ مبارک احمد صاحب وکیل

حیدرآباد۔ سندھ

۶۳۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی میرپور خاص۔ امیر جماعت
۶۴۔ چوہدری نعمت اللہ خان صاحب حیدرآباد

۶۵۔ چوہدری عبدالغفور صاحب حیدرآباد۔
۶۶۔ این۔ اے۔ تالپور صاحب حیدرآباد۔
۶۷۔ چوہدری عزیز احمد صاحب حیدرآباد۔
۶۸۔ کیپٹن ڈاکٹر عبدالسلام خان صاحب

ہزارہ

۶۹۔ مکرم محمد عرفان صاحب امیر جماعت
۷۰۔ محمود احمد صاحب امیر جماعت پشاور

سرگودھا

۷۱۔ میاں عبدالسمیع صاحب نون ایڈووکیٹ۔
۷۲۔ حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
۷۳۔ مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت۔

ڈیرہ غازیخان

۷۴۔ سردار فیض اللہ خان صاحب امیر جماعت۔

گوجرانوالہ

۷۵۔ حمید احمد صاحب قریشی
۷۶۔ محمد سعید احمد صاحب
۷۷۔ شیخ محمد بشیر صاحب آزاد نیالوی

جھنگ

۷۸۔ میاں محمد بشیر احمد صاحب۔ امیر جماعت

۷۹۔ مستری فلکشیر صاحب

نواب شاہ

۸۰۔ علاؤ الدین صاحب
۸۱۔ ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب

بنوں

۸۲۔ فضل الرحمٰن خان صاحب

ربوہ

۸۳۔ چوہدری صلاح الدین صاحب ناظم جائداد۔
۸۴۔ راجہ نذیر احمد صاحب ظفر
۸۵۔ کیپٹن ملک غلام حسین صاحب
۸۶۔ چوہدری غلام احمد صاحب آف ہزارہ۔

کشمور

۸۷۔ بشارت احمد صاحب باجوہ

مکران

۸۸۔ محمد یوسف صاحب

کیمبل پور

۸۹۔ سلطان رشید صاحب
۹۰۔ ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب امیر جماعت۔

سکھر

۹۱۔ علی انور صاحب آڑو

ملتان

۹۲۔ ڈاکٹر رفیق احمد صاحب

رحیم یارخان

۹۳۔ چوہدری فضل احمد صاحب باجوہ

آزاد کشمیر

۹۴۔ ڈاکٹر محمد بشیر صاحب

ڈھاکہ

۹۵۔ ایس۔ ایم حسن صاحب
۹۶۔ گلوب موٹر کمپنی

U.S.A

۹۷۔ ڈاکٹر ایم حسن صاحب ساجد
۹۸۔ قاضی محمد برکت اللہ صاحب

فیجی

۹۹۔ الحاج ایم۔ صدیق صاحب ایم۔ اے

کویت

۱۰۰۔ ایم۔ اے ہاشمی صاحب

معذرت اور ضروری گزارش!

۱۔ ارادہ تھا کہ ماہ دسمبر میں جلسہ سالانہ کے موقع پر ماہنامہ الفرقان کا خاص نمبر شائع کیا جائے گا مگر جنگ اور کاغذ کی کمیابی کے باعث خاص نمبر شائع نہیں ہو سکا نیز جلسہ سالانہ بھی ملتوی ہو گیا ہے۔ بلکہ کاغذ کے کم ملنے کے باعث ہم پورے صفحات پر بھی یہ نمبر شائع نہیں کر رہے۔ اس کے لئے ہم جملہ احباب سے معذرت خواہ ہوں۔

۲۔ الفرقان کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں احباب کے خاص بھرپور تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ اپنے نام اور اپنے عزیزوں کے نام نیز اپنے غیر احمدی دوستوں کے نام رسالہ جاری کروائیں۔ پنجسالہ معاونین خاص میں شامل ہو کر رسالہ کی اعانت فرمائیں جس کے لئے پانچ سال کی خریداری کے لئے چالیس روپے بھیجنے ضروری ہیں۔

۳۔ خریدار احباب کے پتوں کی چٹیں طبع ہونے والی ہیں اگر کسی دوست نے اپنے مستقل پتہ میں تبدیلی کرانی ہو تو ۱۳ر دسمبر تک مطلع فرمائیں۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

روزنامہ ربوہ
الفضل

الفضل ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے روح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ملکوں میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔

(مینجر)

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ **تحریک جدید** ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور غیر از جماعت دوستوں کو پڑھائیں۔!

چندہ سالانہ صرف دو روپے

(مینیجنگ ایڈیٹر)

اشتہار

ہمارے یہاں ہر قسم کا چمڑہ اور شو میٹریل برعایت ملتا ہے۔

آزمائش شرط

شیخ محمد یوسف اینڈ سنز

مسجد فضل گول منشی محلہ

لائلپور

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ۔ لاہور

کو

یاد رکھیں

پُرانے رسالے رعایتی قیمت پر

ماہنامہ الفرقان کے پُرانے متفرق رسالہ جات دفتر میں موجود ہیں۔ ان رسالہ جات میں قیمتی مضامین درج ہیں۔ نایاب ہوجانے کے بعد کوئی رسالہ نہ مل سکے گا۔ نکاس کی خاطر تمام عام رسالہ جات نصف قیمت پر دیئے جا رہے ہیں۔

یہ رعایت آخر جنوری ۱۹۷۲ء تک ہے

مینیجر
الفرقان۔ ربوہ

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵۔ انارکلی لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، ہمنی، ناخنہ، ضعف بصارت وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ متعدد جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ جوہر ہے جو عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک وتر فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بہترین بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔

اٹھرا۔ بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہوجانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہوجانا یا لاغر ہونا، ان تمام امراض کا بہترین علاج۔

قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گول بازار ربوہ۔ فون نمبر ۳۸

ایک دواخانہ

جسے

خود حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

نے ۱۹۱۱ء میں

اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے چند شاگردوں کے لئے

جاری کیا

اس دواخانے کی ایک کرن

"حکیم نظام جان اینڈ سنز"

کی شکل میں مسلسل ساٹھ برس سے خدمتِ انسانیت

میں بہتر سے بہتر طور پر مصروفِ عمل ہے۔ اور

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے شاگرد

والدِ مکرم حکیم نظام جان صاحب اس دواخانہ کی سرپرستی

فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی دکھی

مخلوق کی بہتر خدمت کی ہمیں توفیق بخشتے رہیں۔

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

عالمی شہرت کے سیاستداں چودھری سر ظفر اللہ خان

کی

خود نوشت سوانح عمری

"تحدیثِ نعمت"

بہت ہی عجیب کتاب جو پہلی مرتبہ منظرِ عام پر آئی ہے

چودھری صاحب کے عمر بھر کے تجربات و مشاہدات کا

نچوڑ نصف صدی کی سیاست کا آئینہ۔ تمام

ملکی اور سیاسی تحریکات کا البم۔ خودداری۔ ایمانی

جوش اور غیبی تائیدات کے واقعات کا حسین مرقع۔

پوری کتاب ایمان افروز اور سبق آموز بیانات سے

بھری ہوئی ہے۔

دلچسپ اس قدر ہے کہ شروع کر کے ختم

کئے بغیر چین نہیں آتا۔

چھپائی نفیس۔ کاغذ آرٹ پیپر صفحات ۷۵۰

قیمت۔ غیر مجلد ۱۵ روپے۔ مجلد بیس روپے

محمد احمد اکیڈمی۔ رام گلی نمبر ۳۔ لاہور

(طابع و ناشر:- ابوالعطاء جالندھری ۔ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت :- دفتر الفرقان ربوہ)

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Shezan
Peach Jam
HOT KETCHUP
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور

مکتبہ الفرقان کی نہایت مفید کتابیں

(۱) **تفہیمات ربانیہ:** جس میں مخالفین سلسلہ کے جملہ اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ صرف چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت تیرہ روپے

(۲) **تحریری مناظرہ:** عیسائی پادری عبدالحق صاحب اور سلسلہ احمدیہ کے مناظر کے درمیان الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ ہے جس میں دوسرے پرچہ کے بعد ہی پادری صاحب لاجواب ہو کر عاجز آگئے۔ قابل مطالعہ ہے۔ (قیمت ڈیڑھ روپیہ)

(۳) **بہائی شریعت پر تبصرہ:** بہائیوں کی اصل شریعت مع اردو ترجمہ و تبصرہ (قیمت ڈیڑھ روپیہ)

(۴) **کلمۃ الحق:** خلافت راشدہ پر تحریری مناظرہ جس میں اہلسنت والجماعت کی طرف سے حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ مناظر تھے۔ (قیمت پچھتر پیسے)

(۵) **القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین:** جناب مودودی صاحب کے رسالہ کا مکمل لاجواب جواب ہے۔ (حجم ۲۵۰ صفحات قیمت دو روپے)

(۶) **مباحثہ مصر** (انگریزی): عیسائی پادریوں سے احمدی مبلغ کا شاندار مناظرہ (قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے)

(۷) **نبراس المومنین:** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۰۰ احادیث کا سلیس ترجمہ و تشریح۔ (قیمت صرف پچاس پیسے)

(۸) **کلمۃ الیقین:** ختم نبوت کی مختصر صحیح تشریح۔ (قیمت صرف بارہ پیسے)

(۹) **الفرقان کا درویشان قادیان نمبر:** (رعائتی قیمت پچھتر پیسے)

(۱۰) **ماهنامه الفرقان کے سالانہ مجلد مکمل فائل ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۰ء تک** (ہر سال کے علیحدہ علیحدہ) (قیمت ہر مجلد نو روپے)

نوٹ: محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہوتا ہے۔

مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ

Only Title   Rabwah.